بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 22

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadr.in

ایڈیٹر
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

11/ذوالقعدہ 1444 ہجری قمری ● 1/احسان 1402 ہجری شمسی ● 1/جون 2023ء

## ارشاد باری تعالیٰ

وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ ؕ
فَسَاَکۡتُبُہَا لِلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ
وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیۡنَ
ہُمۡ بِاٰیٰتِنَا یُؤۡمِنُوۡنَ (اعراف:157)

ترجمہ: اور میری رحمت وہ ہے کہ ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس مَیں اس (رحمت) کو ان لوگوں کیلئے واجب کردوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔

## اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 26/مئی 2023 کو مسجد مبارک اسلام آباد، یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

## ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمیع کمالاتِ نبوت تھے

## آپؐ صحابہ کو دیکھ کر چاہتے تھے کہ پوری ترقیات پر پہنچیں، آخر صحابہ نے وہ پایا جو دنیا نے کبھی نہ پایا تھا اور وہ دیکھا جو کسی نے نہ دیکھا تھا

**ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام**

### انبیاء میں ہمدردی کا جوش

نبی کا آنا ضروری ہوتا ہے۔ اسکے ساتھ قوتِ قُدسی ہوتی ہے اور اُن کے دل میں لوگوں کی ہمدردی، نفع رسانی اور عام خیر خواہی کا بے تاب کرا دینے والا جوش ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ (الشعراء: 4) یعنی کیا تُو اپنی جان کو ہلاک کردے گا اس خیال سے کہ وہ مومن نہیں ہوتے؟ اسکے دو پہلو ہیں ایک کافروں کی نسبت کہ وہ مسلمان کیوں نہیں ہوتے۔ دوسرا مسلمانوں کی نسبت کہ اُن میں وہ اعلیٰ درجہ کی رُوحانی قوت کیوں نہیں پیدا ہوتی جو آپؐ پاتے ہیں۔ چونکہ ترقی تدریجاً ہوتی ہے اس لیے صحابہ کی ترقیاں بھی تدریجی طور پر ہوئی تھیں، مگر انبیاء کے دل کی بناوٹ بالکل ہمدردی ہی ہوتی ہے اور پھر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو جامع جمیع کمالاتِ نبوت تھے۔ آپؐ میں یہ ہمدردی کمال درجہ پر تھی۔ آپؐ صحابہ کو دیکھ کر چاہتے تھے کہ پوری ترقیات پر پہنچیں۔ لیکن یہ عروج ایک وقت پر مقدر تھا۔ آخر صحابہ نے وہ پایا جو دنیا نے کبھی نہ پایا تھا اور وہ دیکھا جو کسی نے نہ دیکھا تھا۔

### سارا مدار مجاہدہ پر ہے

سارا مدار مجاہدہ پر ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَ الَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) جو لوگ ہم میں ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اُن کیلئے اپنی تمام راہیں کھول دیتے ہیں۔ مجاہدہ کے بدوں کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نظر میں چور کو قُطب بنا دیا، دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اور ایسی ہی باتوں نے لوگوں کو ہلاک کردیا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی کی جھاڑ پھونک سے کوئی بزرگ بن جاتا ہے۔

جو لوگ خدا کے ساتھ جلدی کرتے ہیں وہ ہلاک ہوجاتے ہیں۔ دنیا میں ہر چیز کی ترقی تدریجی ہے۔ رُوحانی ترقی بھی اسی طرح ہوتی ہے اور بدوں مجاہدہ کے کچھ بھی نہیں ہوتا اور مجاہدہ بھی وہ ہو جو خدا تعالیٰ میں ہو کر۔ یہ نہیں کہ قرآن کریم کے خلاف خود ہی بے فائدہ ریاضتیں اور مجاہدہ جوگیوں کی طرح تجویز کر بیٹھے۔ یہی کام ہے جس کیلئے خدا نے مجھے مامور کیا ہے تاکہ مَیں دنیا کو دکھلا دُوں کہ کس طرح پر انسان اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ قانونِ قُدرت ہے۔ نہ سب محروم رہتے ہیں اور نہ سب ہدایت پاتے ہیں۔'' (ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 460، مطبوعہ 2018 قادیان)

## ارشاد نبوی ﷺ

### تین اشخاص جن سے اللہ قیامت کو نہ بات کرے گا اور نہ اُن کی طرف دیکھے گا

(2369) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین اشخاص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کو نہ بات کرے گا اور نہ اُن کی طرف (شفقت کی) نظر کرے گا۔ ایک وہ شخص جس نے اپنا تجارتی سامان بیچنے کیلئے قسم کھائی کہ مجھے اس کیلئے اس سے بہت زیادہ دیا جاتا تھا جوابَ دیا جاتا ہے، بحالیکہ وہ جھوٹا ہے اور ایک وہ شخص جس نے عصر کے بعد جھوٹی قسم اس لئے کھائی کہ وہ کسی مسلمان شخص کا مال مارلے اور ایک وہ شخص جس نے اپنا بچا ہوا پانی روک لیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: آج میں بھی اپنا فضل تجھ سے روکتا ہوں جیسا کہ تُو نے وہ بچی ہوئی چیز روک لی تھی، جو تیرے ہاتھوں نے نہیں بنائی تھی۔

(صحیح بخاری، جلد 4، کتاب المساقاۃ، مطبوعہ 2008 قادیان)

## اس شمارہ میں


حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز جوابات

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 5/مئی 2023 (مکمل متن)

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 12/مئی 2023 (مکمل متن)

سیرت آنحضرت ﷺ (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

کینیڈا کے واقفین نو اطفال کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ آن لائن ملاقات

نماز جنازہ حاضر و غائب

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب

وصایا

اعلانات

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز


## قرآن کریم کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ وہ نہ صرف گناہ سے روکتا ہے بلکہ گناہ سے رکنے کے ذرائع بھی بتاتا ہے

## جو کتاب گناہ سے بچنے کے ذرائع نہیں بتاتی وہ انسان کو ایک پریشانی میں مبتلا کر دیتی ہے

## اطمینان وہی کتاب پیدا کرسکتی ہے جو کسی بات سے منع کرنے کے ساتھ ہی اُس سے بچنے کے ذرائع بھی بتادے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ بنی اسرائیل آیت 33 وَلَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً ؕ وَسَآءَ سَبِیۡلًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت میں زنا سے بچنے کا حکم قتل اولاد کے ذکر کے بعد دیا ہے۔ اس میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ زنا سے بھی اولاد کا قتل ہوتا ہے کیونکہ اول تو حرام کی اولاد کو عام طور پر ضائع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دوسرے اگر ضائع نہ بھی ہو تب بھی اس کی تربیت اور پرورش میں مرد کھل کر حصہ نہیں لے سکتا اور وہ اولاد بالعموم بغیر والی وارث کے رہ کر تباہ ہوجاتی ہے۔

لَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤی کے الفاظ استعمال کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ مواقع زنا پیدا ہی نہ ہونے دو یعنی نامحرم عورتوں سے الگ نہ ملو۔ ان سے زیادہ خلا ملا نہ رکھو وغیرہ وغیرہ۔ قرآن کریم کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ وہ نہ صرف گناہ سے روکتا ہے بلکہ گناہ سے رکنے کے ذرائع بھی بتاتا ہے اور ایسی ہی تعلیم بنی نوع انسان کی حفاظت کرسکتی ہے۔ جو کتاب گناہ سے بچنے کے ذرائع نہیں بتاتی وہ انسان کو ایک پریشانی میں مبتلا کردیتی ہے۔ اطمینان وہی کتاب پیدا کرسکتی ہے جو کسی بات سے منع کرنے کے ساتھ ہی اُس سے بچنے کے ذرائع بھی بتادے تا انسان کو تسلی ہو کہ میں اس حکم پر عمل کرسکوں گا۔ انجیل کہتی ہے کہ تو کسی عورت کو بد نظری سے نہ دیکھ لیکن قرآن کہتا ہے کہ تو کسی نامحرم عورت کی طرف نظر اٹھا کر ہی نہ دیکھ کیونکہ وہ کشش جو انسان کے دل میں لغزش پیدا کرتی ہے جب اس کیلئے راستہ کھول دیا جائے تو حفاظت ناممکن نہیں تو نہایت مشکل ضرور ہو جاتی ہے۔ اس حکمت کے ماتحت اس جگہ فرمایا ہے کہ تم گناہ کے مقام سے اتنی دور کھڑے رہو کہ جہاں سے تم بدی کا مقابلہ کرسکو۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ تو بزدلی ہے مگر یہ بزدلی نہیں یہ تو احتیاط ہے اور احتیاط کو کوئی عقلمند بزدلی نہیں کہتا۔

ظاہر ہے کہ انسان دو ہی قسم کے ہو سکتے ہیں اول وہ جو گناہ کے پاس جا کر بھی بچ سکتا ہے۔ ایسے شخص کو گناہ کے مقام سے دور رہنے کی اس لئے تاکید

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

**کلمہ طیبہ کے علاوہ مسلمانوں میں رائج مختلف ناموں کے ساتھ جو چھ کلموں کا تصور پایا جاتا ہے تو وہ چھ کلمے، ان کے نام اور ان کی ترتیب قرآن کریم یا احادیث نبوی ﷺ سے کہیں ثابت نہیں بلکہ احادیث میں مذکور مختلف دعاؤں اور تسبیحات کو آنحضور ﷺ اور خلافت راشدہ کے مبارک دور کے بہت بعد کے زمانہ میں جوڑ کر یہ کلمات بنائے گئے اور انہیں یہ نام دیے گئے، پس ان کلمات کی اس ترتیب اور اس اہمیت و فرضیت کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے**

**مرد کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنی بیوی کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہئے اور عورت کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنے خاوند کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہئے کیونکہ اگر وہ دنیوی زندگی کی طرح اگلے جہان میں بھی اکٹھا رہنا چاہتے ہیں تو چاہئے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو بھی نیک بنانے کی کوشش کرے تا ایسا نہ ہو کہ میاں جنت میں ہو اور بیوی دوزخ میں ہو یا بیوی جنت میں اور میاں دوزخ میں ہو**

**کسی امانتاً دفن ہونے والے شخص کی میت کی منتقلی پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر پڑھ لیا جائے تو اس میں کوئی ہرج کی بات بھی نہیں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی میت کو بہشتی مقبرہ منتقل کرتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی دوبارہ نماز جنازہ ادا کی**

## سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

### (قسط:54)

**سوال: ربوہ سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں استفسار بھجوایا کہ جماعت احمدیہ شرعی طور پر کتنے کلموں پر یقین رکھتی ہے، جو کسی حدیث یا قرآن سے ثابت شدہ ہیں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 21/مارچ 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:**

**جواب:** کلمہ تو ایک ہی ہے جسے کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت کہتے ہیں۔ کلمہ طیبہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضور ﷺ کی رسالت کا سادہ الفاظ میں اقرار کیا جاتا ہے اور کلمہ شہادت میں ان دونوں باتوں (اللہ تعالیٰ کی توحید اور آنحضور ﷺ کی رسالت) کا شہادت یعنی گواہی کے ساتھ اقرار کیا جاتا ہے۔

اسلام کا پہلا بنیادی رکن بھی یہی کلمہ یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور ﷺ کی رسالت کا اقرار ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (صحیح بخاری، کتاب الایمان) یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا۔

یہی وہ کلمہ ہے جس کا اسلام میں داخل ہونے والے ہر شخص سے آنحضور ﷺ اقرار لینے کا ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب یمن بھجوایا تو انہیں یہی نصیحت فرمائی۔ إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا أَهْلَ كِتَابٍ فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ (صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ) یعنی تم ایسی قوم کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہیں جب ان کے پاس پہنچو تو انہیں دعوت دو کہ وہ اس بات کی شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

اپنے آقا و مطاع سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے نقش پا پر چلتے ہوئے آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بھی بیعت لیتے وقت پہلے یہی کلمہ شہادت پڑھایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ’’حضرت اقدس علیہ السلام نے بیعت لیتے وقت مجھے کلمہ شہادت پڑھایا۔‘‘ (حیات قدسی مؤلفہ، صفحہ 494)

آنحضور ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اسی سنت کی اتباع میں خلفائے احمدیت بھی بیعت لیتے وقت پہلے اسی کلمہ شہادت کا اقرار کرواتے ہیں۔ پس جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کلمہ پر کامل ایمان ہے اور ہم اسے اسلام کے بنیادی ارکان میں سے پہلا رکن یقین کرتے ہیں۔

باقی جہاں تک مسلمانوں میں رائج مختلف ناموں کے ساتھ چھ کلموں کا تصور پایا جاتا ہے تو وہ چھ کلمے، ان کے نام اور ان کی یہ ترتیب قرآن کریم یا احادیث نبوی ﷺ سے کہیں ثابت نہیں بلکہ احادیث میں مذکور مختلف دعاؤں اور تسبیحات کو آنحضور ﷺ اور خلافت راشدہ کے مبارک دور کے بہت بعد کے زمانہ میں جوڑ کر یہ کلمات بنائے گئے اور انہیں یہ نام دیے گئے۔ پس ان کلمات کی اس ترتیب اور اس اہمیت و فرضیت (جو عام مسلمانوں میں رائج ہے) کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

**سوال: یوکے سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ قرآن کریم میں جنتیوں کو نظریں جھکائے رکھنے والی اور نیک خصال دوشیزائیں ملنے کا وعدہ دیا گیا ہے۔ ہماری زبان میں دوشیزہ کا مطلب عورت ہوتا ہے۔ اگر یہ عورتیں ہیں تو یہ انعام تو صرف مرد کو ہی ملا، مومن عورتوں کیلئے جنت میں کیا ہے؟ نیز کیا عورت صرف مرد کیلئے ہی پیدا کی گئی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 9/ اپریل 2022ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:**

**جواب:** جنت کی نعماء کے بارے میں قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ میں جو امور بیان ہوئے ہیں وہ سب تمثیلی کلام پر مبنی ہیں اور صرف ہمیں سمجھانے کیلئے ان چیزوں کی دنیاوی اشیاء کے ساتھ مماثلت بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ (الرعد:36) یعنی اس جنت کی مثال جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے (یہ ہے)

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (السجدہ:18) یعنی کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کیلئے ان کے اعمال کے بدلہ کے طور پر کیا کیا آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔

اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا: يَقُولُ اللهُ تَعَالَى أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا مِنْ بَلْهِ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر) یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا ہے۔ وہ نعمتیں ایسا ذخیرہ ہیں کہ ان کے مقابل پر جو نعمتیں تمہیں معلوم ہیں ان کا کیا ذکر۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: خدا نے بہشت کی خوبیاں اس پیرایہ میں بیان کی ہیں جو عرب کے لوگوں کو چیزیں دل پسند تھیں وہی بیان کردی ہیں تا اس طرح پر ان کے دل اس طرف مائل ہو جائیں اور دراصل وہ چیزیں اور ہیں یہی چیزیں نہیں۔ مگر ضرور تھا کہ ایسا بیان کیا جاتا تا کہ دل مائل کئے جائیں۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد 21، صفحہ 424)

سورۃ السجدۃ کی مذکورہ بالا آیت کی وضاحت کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کیلئے مخفی ہیں۔ سو خدا نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں اور دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو ہم جانتے ہیں اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں۔ سو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔ پس جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا اس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 397، 398)

ان نعمتوں کے مخفی رکھنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا کے چھپانے میں بھی ایک عظمت ہوتی ہے اور خدا کا چھپانا ایسا ہے جیسے کہ جنت کی نسبت فرمایا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ (کہ کوئی جی نہیں جانتا کہ کیسی کیسی قُرَّةِ أَعْيُنٍ ان کیلئے پوشیدہ رکھی گئی ہے) دراصل چھپانے میں بھی ایک قسم کی عزت ہوتی ہے جیسے کھانا لایا جاتا ہے تو اس پر دسترخوان وغیرہ ہوتا ہے تو یہ ایک عزت کی علامت ہوتی ہے۔ (البدر نمبر 11، جلد 1، مورخہ 9/جنوری 1903ء صفحہ 86)

جنت کی حوروں کا معاملہ بھی تمثیلی کلام پر مبنی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے چار جگہوں پر حوروں کا ذکر فرمایا ہے۔ پہلی دو جگہ (سورۃ الدخان اور سورۃ الطور) میں فرمایا وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ کہ ہم جنتیوں کو بڑی بڑی سیاہ آنکھوں والی حوروں کے ساتھ ازدواجی رشتہ میں باندھ دیں گے اور باقی دو جگہ (سورۃ الرحمٰن اور سورۃ الواقعہ) میں ان حوروں کی صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ خیموں میں محفوظ یاقوت و مرجان موتیوں کی طرح ہوں

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

’’تمہاری خلق اللہ سے ایسی نیکی ہو کہ اس میں تصنع اور بناوٹ ہرگز نہ ہو‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

**حقیقی مومن کی یہی نشانی ہے کہ اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر اور نصائح پر عمل کرے**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آیت کریمہ کی تفسیر ایسے عارفانہ رنگ میں بیان فرمائی ہے
جس سے حقیقی رنگ میں خدا تعالیٰ سے تعلق کا عرفان ملتا ہے جو ایک مومن کو ایمان اور یقین کی نئی منزلوں تک لے جاتا ہے

**حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والوں کا فرض ہے، یہ ذمہ داری ہے کہ**
**اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی بھی اصلاح کریں اور دنیا کی اصلاح کی بھی کوشش کریں**

’’ایسی پاک تعلیم نہ ہم نے توریت میں دیکھی ہے اور نہ انجیل میں، ورق ورق کر کے ہم نے پڑھا ہے مگر ایسی پاک اور مکمل تعلیم کا نام و نشان نہیں‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

**حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں**
**سورۃ النحل کی آیت 91 میں مذکور نیکیوں یعنی عدل، احسان اور اِیۡتَآءِ ذِی الۡقُرۡبٰی سے متعلق بصیرت افروز بیان**

**پاکستان کے احمدیوں کیلئے دعا کی مکرر تحریک**

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 5/مئی 2023ء بمطابق 5/ہجرت 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَ رَسُوۡلُہٗ

اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۞ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۞ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۞

اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۞ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۙ۬ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ۞

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی وَیَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ وَالۡبَغۡیِ ۚ یَعِظُکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ (النحل: 91) اللہ یقیناً عدل کا اور احسان کا اور غیر رشتہ داروں کو بھی قرابت والے شخص کی طرح جاننے اور اسی طرح مدد دینے کا حکم دیتا ہے اور ہر قسم کی بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے روکتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

یہ آیت ہر جمعہ کے خطبہ ثانیہ اور عیدین کے خطبہ ثانیہ میں بھی پڑھی جاتی ہے۔ اس میں بعض نیکیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے اور برائیوں کا ذکر ہے جن سے روکنے کا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور حقیقی مومن کی یہی نشانی ہے کہ اپنے ایمان کو مضبوط کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر اور نصائح پر عمل کرے ورنہ وہ مقام نہیں ملتا جو ایک مسلمان کو حقیقی مومن بناتا ہے۔

اس آیت میں جن نیکیوں کا ذکر کیا گیا ہے یعنی عدل، احسان اور اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی۔ ان کے حوالے سے مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات جو آپؑ نے اپنی مختلف کتب میں تحریر فرمائے اور جو مختلف مجالس میں بیان فرمائے پیش کروں گا۔

ہر ارشاد گو ایک ہی محور کے گرد گھوم رہا ہے لیکن مختلف رنگ میں نصائح ہیں جو ہمیں ہماری زندگی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق گزارنے کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔ آپؑ نے ان خصوصیات اور نیکیوں کا صرف انسانوں سے تعلقات کے ضمن میں ہی بیان نہیں فرمایا بلکہ اس بات کو بھی بیان فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کس طرح عدل، احسان اور اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی کا تعلق رکھنا ہے۔

آپؑ نے اس کی تفسیر ایسے عارفانہ رنگ میں بیان فرمائی ہے جس سے حقیقی رنگ میں خدا تعالیٰ سے تعلق کا عرفان ملتا ہے جو ایک مومن کو ایمان اور یقین کی نئی منزلوں تک لے جاتا ہے۔

بہرحال اس وقت میں بعض حوالے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ ان پر انسان غور کرے اور اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کرے تو ایک ایسا لائحہ عمل ہمیں ملتا ہے جو حقیقت میں ہمیں خدا تعالیٰ کے ساتھ بھی جوڑتا ہے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے اور یوں ایک ایسے حسین معاشرے کو بھی قائم کرتا ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والا معاشرہ ہے اور یہی چیز ہے جو معاشرے کے امن کی بھی ضمانت ہے اور دنیا کے امن کی بھی ضمانت ہے لیکن افسوس ہے کہ دنیا کی اکثریت ایک دوسرے کے حقوق غصب کرنے پر تلی ہوئی ہے چاہے وہ مسلمان دنیا ہے یا غیر مسلم دنیا ہے۔ مسلمان اللہ تعالیٰ کا نام تو لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے نام پر ظلم و تعدی میں بڑھے ہوئے بھی ہیں۔ ایسے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والوں کا فرض ہے، یہ ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی بھی اصلاح کریں اور دنیا کی اصلاح کی بھی کوشش کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’خدا کا تمہیں یہ حکم ہے کہ تم اس سے اور اس کی خلقت سے عدل کا معاملہ کرو۔ یعنی حق اللہ اور حق العباد بجالاؤ اور اگر اس سے بڑھ کر ہو سکے تو نہ صرف عدل بلکہ احسان کرو یعنی فرائض سے زیادہ اور ایسے اخلاص سے خدا کی بندگی کرو کہ گویا تم اس کو دیکھتے ہو۔‘‘ پہلے تو حقوق العباد کے بارے میں بتایا۔ پھر فرمایا کہ خدا کی بندگی بھی ایسے انداز سے کرو کہ گویا تم اسے دیکھتے ہو’’اور حقوق سے زیادہ لوگوں کے ساتھ مروّت و سلوک کرو اور اگر اس سے بڑھ کر ہو سکے تو ایسے بے علت و بے غرض‘‘ ذاتی خواہشات سے بالا ہو کر، بے غرض ہو کر بغیر کسی مقصد کے خدا کی عبادت کرو’’خدا کی عبادت اور خلق اللہ کی خدمت بجالاؤ۔‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی بے غرض ہو کر کرو۔ کسی غرض کیلئے نہیں اللہ کے سامنے جانا۔ اور اللہ کی مخلوق کی خدمت ہے تو وہ بھی بے غرض ہو کے کرو’’کہ جیسے کوئی قرابت کے جوش سے کرتا ہے۔‘‘

(شحنۂ حق، روحانی خزائن، جلد 2، صفحہ 361-362)

پھر اس آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مزید کھول کے آپؑ نے بتایا۔ بندوں کے حقوق کس طرح ادا کرنے ہیں وہ بھی بتایا۔ فرمایا: ’’پہلے طور پر اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ تم اپنے خالق کے ساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا طریق مرعی رکھو ظالم نہ بنو۔‘‘ ہمیشہ اس کا خیال رکھو۔ ہمیشہ عدل کا طریق بجالاؤ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں۔ ’’پس جیسا کہ درحقیقت بجز اس کے کوئی بھی پرستش کے لائق نہیں۔ کوئی بھی محبت کے لائق نہیں۔ کوئی بھی توکل کے لائق نہیں کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیومیت و ربوبیت خاصہ کے ہر یک حق اسی کا ہے۔‘‘ اللہ تعالیٰ سے عدل کیا ہے؟ اطاعت کا تعلق اللہ تعالیٰ سے رکھنا ہے اور اطاعت کا تعلق اس لیے رکھنا ہے کہ وہ ہمارا خالق ہے، وہ قائم ہے اور قائم رکھنے والا ہے۔ ربوبیت اسکے ہاتھ میں ہے۔ وہ رب ہے۔ وہ پالنے والا ہے۔ ہماری ہر ایک ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔ اس لیے یہ حق اسی کا ہے کہ اس پر توکل کیا جائے، اس سے محبت کی جائے۔ ’’اِسی طرح تم بھی اسکے ساتھ کسی کو اس کی پرستش میں اور اسکی محبت میں اور اسکی ربوبیت میں شریک مت کرو۔ اگر تم نے اِس قدر کر لیا تو یہ عدل ہے جس کی رعایت تم پر فرض تھی۔‘‘ یہ عدل ہے اللہ تعالیٰ کے معاملے میں۔ اس کو کرنا ضروری ہے۔ ’’پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو۔‘‘ اس سے اگلا قدم اٹھانا ہے’’تو احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اسکی عظمتوں کے ایسے قائل ہو جاؤ اور اسکے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متادّب بن جاؤ اور اسکی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اس کی عظمت اور جلال اور اسکے حسن لازوال کو دیکھ لیا ہے۔‘‘ اگلا قدم احسان کا ہے۔ احسان تو اللہ تعالیٰ پہ نہیں کر سکتے لیکن یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی پرستش میں، اس کے عزت اور احترام میں، اس کی محبت میں اتنے زیادہ کھو جاؤ کہ گویا تم نے اُس کی عظمت کو بھی دیکھ لیا، اُسکے جلال

کو بھی دیکھ لیا، اُس کی صفات کا تم نے مطالعہ کرلیا۔ اُس کے حسنِ لازوال کو دیکھ لیا۔ پھر فرمایا کہ ’’بعد اسکے اِیۡتَآئِ ذِی الۡقُرۡبٰی ادرجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلف اور تصنع دور ہو جائے۔‘‘ پہلے تو ہوسکتا ہے احسان کے رنگ میں جو تم کر رہے ہو، کوشش کر رہے ہو تو تکلف ہو، تھوڑی سی بناوٹ کرنی پڑے، کوشش کرنی پڑے، لیکن پھر یہ ایسا مقام حاصل کرلو کہ بالکل تکلف اور بناوٹ دُور ہو جائے۔ ایک دلی جوش اور جذبے سے تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے اور اس کی عظمت اور جلال کو پہچاننے والے بن جاؤ ’’اور تم اس کو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہو جائے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت رکھتا ہے۔‘‘

پھر فرمایا: ’’اور دوسرے طور پر جو ہمدردی‘‘ جو حقوق العباد کے بارے میں ہے۔ ’’بنی نوع سے متعلق ہے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو۔‘‘ عدل قائم کرو۔ جہاں تک تمہارا حق ہے وہ تو بیشک ان سے مانگو لیکن انصاف پہ قائم رہتے ہوئے۔ غلط قسم کے مطالبے نہ ہوں۔ ’’اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل نیکی کرے۔‘‘

اگر کوئی تمہارے ساتھ برا کرتا ہے تو اس سے نیکی کرو یہ احسان ہے۔ ’’اور اس کی آزار کی عوض میں تُو اس کو راحت پہنچاوے۔‘‘ اگر وہ تمہیں تکلیف پہنچاتا ہے تو تم اس کو راحت پہنچاؤ۔ اسے خوشی پہنچانے کی کوشش کرو ’’اور مروّت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے۔ پھر بعد اسکے اِیۡتَآئِ ذِی الۡقُرۡبٰی کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تُو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجالاوے اس سے کوئی اَور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو۔‘‘

اس کا مطلب کوئی بھی احسان نہ ہو ’’بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو۔‘‘ ایسے کام کرو جو طبعی طور پر ہو رہے ہیں۔ ’’جیسی شدتِ قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔‘‘ ایک رشتے دار دوسرے رشتے دار سے، ایک قریبی دوسرے قریبی سے نیکی کرتا ہے۔ کوئی غرض نہیں بلکہ دلی جوش ہو۔ ’’سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت وقرابتِ انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکر گذاری‘‘ کے، بغیر کسی قسم کی شکر گزاری کی خواہش رکھنے کے ’’یا دعا یا اَور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔‘‘ (ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 550 تا 552)

یا یہ ہو کہ تمہاری شکر گزاری کرے یا تمہارے لیے کوئی دعا کرے۔ کوئی اور نیکی کسی کی خواہش ہو۔ تمہیں کسی دوسرے سے کسی قسم کی خواہش نہیں ہونی چاہیے بلکہ خالصۃً اس کی قربت کے تعلق کی وجہ سے یہ کام ہو۔ پس یہ وہ سلوک ہے جو سب سے پہلے تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے سے کرنا چاہیے اور اسے وسیع کرتے ہوئے پھر دوسروں تک پہنچانا ہے۔

پھر حقوق اللہ کے حوالے سے مزید فرماتے ہیں کہ ’’حق اللہ کے پہلو کی رو سے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ انصاف کی پابندی سے خدا تعالیٰ کی اطاعت کر کیونکہ جس نے تجھے پیدا کیا اور تیری پرورش کی اور ہر وقت کر رہا ہے اس کا حق ہے کہ تو بھی اس کی اطاعت کرے۔‘‘ اللہ نے تمہیں پیدا کیا پرورش کی، پرورش کر رہا ہے، دنیا کے سامان مہیا کر رہا ہے اسکا حق بنتا ہے کہ اس کی اطاعت کرو۔ ’’اور اگر اس سے زیادہ تجھے بصیرت ہو تو نہ صرف رعایتِ حق سے بلکہ احسان کی پابندی سے اس کی اطاعت کر۔‘‘ پہلا تو عدل ہے کہ خیال رکھو کہ ہمیں اس نے پیدا کیا اور ہماری ضروریات پوری کر رہا ہے ہم نے اطاعت کرنی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اگلا قدم ہے احسان کی پابندی سے اس کی اطاعت کر ’’کیونکہ وہ محسن ہے اور اسکے احسان اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے۔‘‘ اللہ تعالیٰ کے احسان گننے شروع کرو۔ پھر اسکے احسان کی اطاعت کرو تو یہ ہے احسان کا مقام۔ ’’اور ظاہر ہے کہ عدل کے درجہ سے بڑھ کر وہ درجہ ہے جس میں اطاعت کے وقت احسان بھی ملحوظ رہے اور چونکہ ہر وقت مطالعہ اور ملاحظہ احسان کا محسن کی شکل اور شمائل کو ہمیشہ نظر کے سامنے لے آتا ہے اس لئے احسان کی تعریف میں یہ بات داخل ہے کہ ایسے طور سے عبادت کرے کہ گویا خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔‘‘

پس یہ ہے کہ جب احسان کا رنگ ہو تو وہ احسان کا رنگ یہ ہے کہ محسن جو ہے، جس نے احسان کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ پر احسان تو کر نہیں سکتا اللہ تعالیٰ کے احسان ہیں جن کو یاد کرنا انسان کو احسان کرنے والا بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرنے کیلئے آپؑ نے فرمایا کہ یہ طریقہ ہوتا ہے کہ کوئی جو تم پہ احسان کر رہا ہو تو اسکی شکل اور اس کی خصوصیات تمہارے سامنے آجاتی ہیں اور جب وہ سامنے آتی ہیں تو تمہارا ایک دلی تعلق پھر اس سے پیدا ہو جاتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے معاملے میں جب یہ تعلق پیدا ہوگا تو پھر تم خالص ہو کر اسکی عبادت کرو گے اور وہ عبادت ایسی ہے جیسی کہ یہ کہ تمہارے دل میں خیال پیدا ہو، عبادت کرتے ہوئے دماغ میں آئے کہ تم خدا تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔

پھر فرمایا کہ ’’اور خدا تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے درحقیقت تین قسم پر منقسم ہیں۔ اوّل وہ لوگ جو بباعث محجوبیت اور رویت اسباب کے احسان الٰہی کا اچھی طرح ملاحظہ نہیں کرتے۔‘‘ پردہ پڑا ہوا ہے ان پہ یا اسباب پہ زیادہ بھروسہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے احسانات کو وہ صحیح طرح سمجھ نہیں سکتے جان نہیں سکتے ’’اور نہ وہ جوش ان میں پیدا ہوتا ہے‘‘ کیونکہ جان نہیں سکتے اس لیے جوش بھی پیدا نہیں ہوتا ’’جو احسان کی عظمتوں پر نظر ڈال کر پیدا ہوا کرتا ہے اور نہ وہ محبت ان میں حرکت کرتی ہے جو محسن کی عنایات عظیمہ کا تصور کر کے جنبش میں آیا کرتی ہے۔‘‘ صحیح تصور ہی اللہ تعالیٰ کا جب پیدا نہیں ہوگا۔ اسکی شکل ہی سامنے نہیں آئے گی اسکے احسانوں کا خیال ہی پیدا نہیں ہوگا۔ اسکے بارے میں، اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے بارے میں انسان حقیقت میں سوچے گا نہیں تو پھر وہ جوش پیدا نہیں ہوسکتا۔ فرمایا کہ محسن کی عنایتِ عظیمہ کا تصور کر کے دل کی جو کیفیت جنبش میں آیا کرتی ہے، ایک محسن کی جو عنایات ہیں ان کا تصور کر کے جو دل میں پیدا ہوتی ہے، ویسی پھر پیدا نہیں ہوگی۔ ’’بلکہ صرف ایک اجمالی نظر سے خدا تعالیٰ کے حقوق خالقیت وغیرہ کو تسلیم کر لیتے ہیں۔‘‘ ایسے لوگ سرسری طور پر اللہ تعالیٰ کی خالقیت کو تسلیم کر لیتے ہیں کہ ہاں اللہ تعالیٰ خالق ہے اس نے ہمیں بنایا ہے لیکن اسکی گہرائی کا ان کو علم نہیں ہوتا ’’اور احسانِ الٰہی کی ان تفصیلات کو جن پر ایک باریک نظر ڈالنا اس حقیقی محسن کو نظر کے سامنے لے آتا ہے ہرگز مشاہدہ نہیں کرتے۔‘‘ گہرائی سے یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت کا حق جو ہے وہ ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے۔ اسکا گہرائی میں مطالعہ نہیں کرتے ’’کیونکہ اسباب پرستی کا گرد و غبار مسبّبِ حقیقی کا پورا چہرہ دیکھنے سے روک دیتا ہے۔‘‘ دنیاوی اسباب جو ہیں ان کی گرد چڑھی ہوتی ہے، ان کا غبار چڑھا ہوتا ہے ان پہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا صحیح چہرہ ان کو نظر نہیں آتا ’’اس لئے ان کو وہ صاف نظر میسر نہیں آتی جس سے کامل طور پر معطی حقیقی کا جمال مشاہدہ کر سکتے‘‘ ہوں۔ جو عطا کرنے والا ہے حقیقی عطا کرنے والا ہے، اس کی خوبصورتی پر نظر ڈال سکیں، اس کو دیکھ سکیں۔ ان کو میسر ہی نہیں آتا۔ ’’سو ان کی ناقص معرفت رعایت اسباب کی کدورت سے ملی ہوئی ہوتی ہے۔‘‘ جو بھی معرفت ان کو ہے، اللہ تعالیٰ کے بارے میں جو تھوڑا بہت علم ہے جس کی وجہ سے کبھی نماز پڑھ لی کبھی نہ پڑھی، کبھی حق ادا کیا کبھی نہ کیا اس میں اسباب کی کدورت ملی ہوتی ہے۔ دنیاوی جو چیزیں ہیں، دنیاوی سبب ہیں، دنیاوی خواہشات ہیں وہ شامل ہو جاتی ہیں اس لیے وہ اللہ تعالیٰ کے چہرے کو صحیح طرح دکھا نہیں سکتی۔ ’’اور بوجہ اسکے جو وہ خدا کے احسانات کو اچھی طرح دیکھ نہیں سکتے خود بھی اسکی طرف وہ التفات نہیں کرتے جو احسانات کے مشاہدہ کے وقت کرنی پڑتی ہے۔‘‘ اس طرف پوری طرح توجہ ہی نہیں۔ ’’جس سے محسن کی شکل نظر کے سامنے آجاتی ہے بلکہ ان کی معرفت ایک دھندلی سی ہوتی ہے۔‘‘ بلکہ بالکل دھندسی چھائی ہوتی ہے۔ صحیح طرح صاف طور پہ اللہ کا چہرہ ان کو نظر ہی نہیں آتا۔ ’’وجہ یہ کہ وہ کچھ تو اپنی محنتوں اور اپنے اسباب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور کچھ تکلف کے طور پر یہ بھی مانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا حق خالقیّت اور رزّاقیت ہمارے سر پر واجب ہے۔‘‘ صاف طور پر ان کو پتہ ہی نہیں ہے۔ ان کا کچھ بھروسہ یہی ہوتا ہے کہ ہاں ہم نے یہ کام کیا۔ ہمارا یہ علم تھا اس کی وجہ سے ہمارے یہ کام ہو گئے اس پر بھروسہ ہوتا ہے اور کچھ یہ بھی ساتھ ساتھ کہ دین کے ماحول میں رہنے سے کچھ نہ کچھ اثر تو دین میں کوئی ہے ناں تو جو اللہ تعالیٰ کا حق خالقیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں رزق دیا، ہمارے لیے پرورش کے سامان پیدا کیے وہ بھی ذہن میں ہوتا ہے۔ تو ملی جلی حالت ہوتی ہے۔ اس ملی جلی حالت میں وہ حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کا چہرہ نہیں دیکھ سکتے ’’اور چونکہ خدا تعالیٰ انسان کو اسکے وسعت فہم سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اس لئے ان سے جب تک کہ وہ اس حالت میں ہیں یہی چاہتا ہے کہ اس کے حقوق کا شکر ادا کریں اور آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ میں عدل سے مراد یہی اطاعت برعایت عدل ہے۔‘‘ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت پھر یہاں کام آتی ہے۔ جو ایسے لوگ ہیں جو پوری طرح اللہ تعالیٰ کا چہرہ نہیں بھی دیکھ سکتے ان سے بھی اللہ تعالیٰ رحم کا سلوک کرتا ہے اور ان کی اس حالت کو بھی قبول کر لیتا ہے۔ فرمایا: ’’مگر اس سے بڑھ کر ایک اور مرتبہ انسان۔‘‘ یہ تو عدل ہے، ایک بنیادی چیز ہے یہ۔ کم از کم معیار ہے ایک مسلمان کا لیکن اس سے بڑھ کر انسان ’’کی معرفت کا ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں انسان کی نظر رویت اسباب سے بالکل پاک اور منزہ ہو کر خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ہاتھ کو دیکھ لیتی ہے۔‘‘ صرف ان دنیاوی اسباب پہ بھروسہ نہیں رہتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے احسان کو نظر پھر دیکھ لیتی ہے۔ جو انسان اگلے قدم پر جاتا ہے۔ مکمل طور پر اللہ تعالیٰ پر انحصار ہوتا ہے، اس کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔ ’’اور اس مرتبہ پر انسان اسباب کے حجابوں سے بالکل باہر آجاتا ہے۔‘‘ دنیاوی چیزوں پر بھروسہ نہیں کرتا بلکہ مکمل بھروسہ اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے ’’اور یہ مقولہ کہ مثلاً میری اپنی ہی آبپاشی سے میری کھیتی ہوئی اور یا میرے اپنے ہی بازو سے یہ کامیابی مجھے ہوئی یا زید کی مہربانی سے فلاں مطلب میرا پورا ہوا اور بکر کی خبر گیری سے میں تباہی سے بچ گیا یہ تمام باتیں ہیچ اور باطل معلوم ہونے لگتی ہیں۔‘‘ نہ اپنی کسی خوبی پر اور کوشش پر انحصار ہوتا ہے نہ کسی دوسرے کی مدد اور اسکی خوبی پر انحصار ہوتا ہے، سب چیزیں معمولی ہو جاتی ہیں ’’اور ایک ہی ہستی اور ایک ہی قدرت اور ایک ہی محسن اور ایک ہی ہاتھ نظر آتا ہے۔ تب انسان ایک صاف نظر سے جس کے ساتھ ایک ذرہ شرک فی الاسباب کی گرد و غبار نہیں خدا تعالیٰ کے احسانوں کو دیکھتا ہے۔‘‘

جب اللہ تعالیٰ اس طرح نظر آنے لگ جائے پھر اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو انسان دیکھتا ہے ’’اور یہ رویت اس قسم کی صاف اور یقینی ہوتی ہے کہ وہ ایسے محسن کی عبادت کرنے کے وقت اس کو غائب نہیں سمجھتا بلکہ یقیناً اس کو حاضر خیال کر کے اسکی عبادت کرتا ہے۔‘‘ پھر چاہے انسان عبادت کر رہا ہو، انسان نماز پڑھ رہا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے سمجھتا ہے ’’اور اس عبادت کا نام قرآن شریف میں اِحسان ہے۔‘‘ سجدہ ریز ہونا اللہ تعالیٰ کے سامنے گویا کہ خدا سامنے ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کو قرآن شریف اللہ تعالیٰ کے معاملے میں احسان کہتا ہے ’’اور صحیح بخاری اور مسلم میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے یہی معنی بیان فرمائے ہیں۔‘‘

پھر یہیں پر بات ختم نہیں ہوگئی بلکہ آگے فرماتے ہیں کہ ’’اور اس درجہ کے بعد ایک اَور درجہ ہے جس کا نام اِیۡتَآءِ ذِی الۡقُرۡبٰی ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب انسان ایک مدت تک احسانات الٰہی کو بلاشرکتِ اسباب دیکھتا رہے۔‘‘ احسانات اللہ تعالیٰ کے جو ہیں وہ بغیر کسی دنیاوی اسباب کے دیکھتا رہے، بغیر کسی شریک کے دیکھتا رہے، صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پہ کامل بھروسہ ہو’’ اور اس کو حاضر اور بلاواسطہ محسن سمجھ کر اسکی عبادت کرتا رہے تو اس تصور اور تخیل کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک ذاتی محبت اسکو جناب الٰہی کی نسبت پیدا ہو جائے گی۔‘‘ پھر اللہ تعالیٰ سے اسکی ایک ذاتی محبت پیدا ہو جائے گی، غرض کوئی نہیں ہوگی۔ مانگنا کسی چیز کیلئے اس لیے نہیں ہوگا کہ مجھے ضرورت ہے بلکہ ایک ذاتی محبت پیدا ہو جائے گی’’ کیونکہ متواتر احسانات کا دائمی ملاحظہ بالضرورت شخص ممنون کے دل میں یہ اثر پیدا کرتا ہے کہ وہ رفتہ رفتہ اس شخص کی ذاتی محبت سے بھر جاتا ہے۔‘‘ جس شخص نے احسان کیے ہوتے ہیں اور متواتر احسانات کا احساس جو ہے اور اس کا ملاحظہ، اس کو دیکھتے رہنا کہ اللہ تعالیٰ کس طرح احسان کر رہا ہے اسکی سمجھ اور اس کا عرفان حاصل ہو جانا۔ پھر کیا ہوتا ہے اس سے، اللہ تعالیٰ کی ذاتی محبت پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ یہ اصول ہے کہ اگر اس طرح تعلق ہو تو ایک ذاتی محبت سے دل بھر جاتا ہے’’ جس کے غیر محدود احسانات اس پر محیط ہو گئے۔ پس اس صورت میں وہ صرف احسانات کے تصور سے اسکی عبادت نہیں کرتا بلکہ اسکی ذاتی محبت اسکے دل میں بیٹھ جاتی ہے۔‘‘ پہلے مانگنے کیلئے عبادت، پھر اللہ تعالیٰ کو سب کچھ سمجھ کر اس کی عبادت، احسان کا رنگ ہو گیا، سمجھ لیا، پھر اس سے بھی آگے بڑھ گیا کہ کچھ مانگنے کیلئے نہیں عبادت ہوتی بلکہ ذاتی محبت جو اللہ تعالیٰ سے ہے اس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، اس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے’’ جیسا کہ بچہ کو ایک ذاتی محبت اپنی ماں سے ہوتی ہے۔ پس اس مرتبہ پر وہ عبادت کے وقت صرف خدا تعالیٰ کو دیکھتا ہی نہیں بلکہ دیکھ کر سچے عشاق کی طرح لذت بھی اٹھاتا ہے اور تمام اغراض نفسانی معدوم ہو کر ذاتی محبت اسکے اندر پیدا ہو جاتی ہے اور یہ وہ مرتبہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے لفظ اِیۡتَآئِ ذِی الۡقُرۡبٰی سے تعبیر کیا ہے اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِكۡرًا (البقرۃ:201)’’ پس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ذکر کرو۔ پس یہ وہ مقام ہے جو اللہ تعالیٰ سے خالص محبت ہونے کا مقام ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’غرض آیت اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِيۡتَآءِ ذِى الۡقُرۡبٰى (النحل:91) کی یہ تفسیر ہے اور اس میں خدا تعالیٰ نے تینوں مرتبے انسانی معرفت کے بیان کر دیئے اور تیسرے مرتبہ کو محبت ذاتی کا مرتبہ قرار دیا اور یہ وہ مرتبہ ہے جس میں تمام اغراض نفسانی جل جاتے ہیں اور دل ایسا محبت سے بھر جاتا ہے جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔‘‘ یعنی عطر کی شیشی ہو۔’’ اسی مرتبہ کی طرف اشارہ اس آیت میں ہے وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ (البقرۃ:208) یعنی بعض مومن لوگوں میں سے وہ بھی ہیں کہ اپنی جانیں رضاء الٰہی کے عوض میں بیچ دیتے ہیں اور خدا ایسوں ہی پر مہربان ہے۔ اور پھر فرمایا بَلٰى مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ (البقرۃ:113) یعنی وہ لوگ نجات یافتہ ہیں جو خدا کو اپنا وجود حوالہ کر دیں اور اس کی نعمتوں کے تصور سے اس طور سے اس کی عبادت کریں کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہیں سو ایسے لوگ خدا کے پاس سے اجر پاتے ہیں اور نہ ان کو کچھ خوف ہے اور نہ وے کچھ غم کرتے ہیں یعنی ان کا مدعا خدا اور خدا کی محبت ہو جاتی ہے اور خدا کے پاس کی نعمتیں ان کا اجر ہوتا ہے۔’’ خدا کی نعمتیں ان کا اجر ہوتا ہے‘‘ اور پھر ایک جگہ فرمایا: يُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسۡكِيۡنًا وَّ يَتِيۡمًا وَّ اَسِيۡرًا ۔ اِنَّمَا نُطۡعِمُكُمۡ لِوَجۡهِ اللّٰهِ لَا نُرِيۡدُ مِنۡكُمۡ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوۡرًا (الدھر:9-10) یعنی مومن وہ ہیں جو خدا کی محبت سے مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو روٹی کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس روٹی کھلانے سے تم سے کوئی بدلہ اور شکر گذاری نہیں چاہتے اور نہ ہماری کچھ غرض ہے۔ ان تمام خدمات سے صرف خدا کا چہرہ ہمارا مطلب ہے۔‘‘ اس ساری خدمت کا مطلب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مزید نظر آ جائے۔’’ اب سوچنا چاہئے کہ ان تمام آیات سے کس قدر صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف نے اعلیٰ طبقہ عبادت الٰہی اور اعمال صالحہ کا یہی رکھا ہے کہ محبت الٰہی اور رضاء الٰہی کی طلب سچے دل سے ظہور میں آوے۔‘‘ (نور القرآن نمبر 2، روحانی خزائن، جلد 9، صفحہ 437 تا 441)

اور اللہ تعالیٰ کی سچی محبت حاصل کرنے کیلئے جیسا کہ ان آیات میں بھی ذکر ہے اس کی مخلوق سے بھی ذاتی ہمدردی اور تعلق قائم کرنا ہے۔ ان کے حق ایک مومن بندہ، خدا تعالیٰ سے محبت کرنے والا بندہ صحیح ادا کر سکتا ہے اور کرتا ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔‘‘ کشتی نوح میں آپؑ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ’’بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خودنمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خودنمائی نہیں کر سکتا۔ پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو اور یہ آیت نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے۔ خدا سے عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کی فرمانبرداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے اور خدا سے اِیۡتَآئِ ذِی الۡقُرۡبٰی یہ ہے کہ اسکی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی جوش محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 30-31)

یہ محبت ذاتی ہے خدا تعالیٰ سے۔ پہلے جو تفصیل بیان ہوئی ہے اس کا یہ خلاصہ ہے جو کشتی نوح میں آپؑ نے ہمیں بیان فرمایا۔

پھر حقوق العباد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ تم عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ ہے کہ باوجود رعایت عدل کے احسان کرو اور احسان سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم ایسے طور سے لوگوں سے مروّت کرو کہ جیسے کہ گویا وہ تمہارے پیارے اور ذوالقربٰی ہیں۔ اب سوچنا چاہئے کہ مراتب تین ہی ہیں۔ اول انسان عدل کرتا ہے یعنی حق کے مقابل حق کی درخواست کرتا ہے۔ پھر اگر اس سے بڑھے تو مرتبہ احسان ہے۔ اگر اس سے بڑھے تو احسان کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے اور ایسی محبت سے لوگوں کی ہمدردی کرتا ہے جیسے ماں اپنے بچہ کی ہمدردی کرتی ہے یعنی ایک طبعی جوش سے نہ کہ احسان کے ارادہ سے۔‘‘ (جنگ مقدس، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 127) یہ حقوق العباد کا خلاصہ بن گیا۔

پھر یہ تو پہلے بعض جگہوں پہ آپؑ نے لوگوں کو، غیر مذاہب والوں کو بتایا کہ اسلام کی خوبیاں کیا ہیں۔ پھر جماعت کو جو نصیحت کی وہ بھی مختلف مواقع پر کی۔ ایک موقع پر نصیحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ ’’مخلوقِ خدا سے ایسے پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو۔ یہ درجہ سب سے بڑھ کر ہے کیونکہ احسان میں ایک مادہ خودنمائی کا ہوتا ہے اور اگر کوئی احسان فراموشی کرتا ہو تو محسن جھٹ کہہ اٹھتا ہے کہ میں نے تیرے ساتھ فلاں احسان کئے لیکن طبعی محبت جو ماں کو بچے کے ساتھ ہوتی ہے اس میں کوئی خودنمائی نہیں ہوتی۔‘‘ احسان اگر کیا ہے کسی پہ تو بعض دفعہ جتا بھی دیتے ہو لیکن ماں نے کبھی بچے کو نہیں جتایا۔’’ بلکہ اگر ایک بادشاہ ماں کو یہ حکم دیوے کہ تُو اس بچے کو اگر مار بھی ڈالے تو تجھ سے کوئی باز پرس نہ ہوگی تو وہ کبھی یہ بات سننا گوارا نہ کرے گی اور اس بادشاہ کو گالی دے گی حالانکہ اسے علم بھی ہو کہ اسکے جوان ہونے تک مَیں نے مر جانا ہے مگر پھر بھی محبت ذاتی کی وجہ سے وہ بچہ کی پرورش کو ترک نہیں کرے گی۔ اکثر دفعہ ماں باپ بوڑھے ہوتے ہیں اور ان کو اولاد ہوتی ہے تو ان کی کوئی امید بظاہر اولاد سے فائدہ اٹھانے کی نہیں ہوتی لیکن باوجود اسکے پھر بھی وہ اس سے محبت اور پرورش کرتے ہیں۔ یہ ایک طبعی امر ہوتا ہے جو محبت اس درجہ تک پہنچ جاوے اسکا اشارہ اِیۡتَآئِ ذِی الۡقُرۡبٰی میں کیا گیا ہے کہ اس قسم کی محبت خدا تعالیٰ کے ساتھ ہونی چاہئے نہ مراتب کی خواہش نہ ذلت کا ڈر۔‘‘

(ملفوظات، جلد 6، صفحہ 181-182، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ ’’ادنیٰ درجہ عدل کا ہوتا ہے جتنا لے اتنا دے۔‘‘ عدل ہوتا ہے جتنا لے اتنا دے یعنی یہ انصاف کا کم از کم معیار ہے۔’’ اس سے ترقی کرے تو احسان کا درجہ ہے جتنا لے وہ بھی دے اور اس سے بڑھ کر بھی دے۔‘‘ یہ احسان ہے کہ جتنا لیا ہے وہ بھی واپس کرو اور بڑھ کے اس کو دو۔’’ پھر اس سے بڑھ کر اِیۡتَآئِ ذِی الۡقُرۡبٰی ادرجہ ہے یعنی دوسروں کے ساتھ اس طرح نیکی کرے جس طرح ماں بچے کے ساتھ بغیر نیت کسی معاوضہ کے طبعی طور پر محبت کرتی ہے۔ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل اللہ ترقی کر کے ایسی محبت کو حاصل کر سکتے ہیں‘‘ اگر چاہو تو ترقی کر کے اللہ تعالیٰ سے بھی ایسی محبت حاصل ہو جاتی ہے۔’’ انسان کا ظرف چھوٹا نہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ باتیں حاصل ہو جاتی ہیں بلکہ یہ وسعت اخلاق کے لوازمات میں سے ہے۔‘‘ فرمایا ’’میں تو قائل ہوں کہ اہل اللہ یہاں تک ترقی کرتے ہیں کہ مادری محبت کے اندازہ سے بھی بڑھ کر انسان کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 7، صفحہ 375، ایڈیشن 1984ء)

حقوق العباد بجا لانے کیلئے ماؤں سے بھی زیادہ انسانوں سے محبت ہو جاتی ہے۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’عدل کی حالت یہ ہے جو متقی کی حالت نفس امارہ کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس حالت کی اصلاح کیلئے عدل کا حکم ہے۔‘‘ برائیوں سے باہر نکلنا، خیالات سے باہر نکلنا یہ بھی عدل کی حالت ہے۔ ’’اس میں نفس کی مخالفت کرنی پڑتی ہے۔‘‘ گناہوں سے بچنے کیلئے نفس کی مخالفت کرنا یہ بھی عدل کی ایک قسم ہے۔’’ مثلاً کسی کا قرضہ ادا کرنا ہے لیکن نفس اس میں یہی خواہش کرتا ہے کہ کسی طرح سے اس کو دبا لوں اور اتفاق سے اس کی میعاد بھی گذر جاوے۔ اس صورت میں نفس اور بھی دلیر اور بیباک ہوگا کہ اب تو قانونی طور پر بھی کوئی مؤاخذہ نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ ٹھیک نہیں۔ عدل کا تقاضا یہی ہے کہ اسکا دَین واجب ادا کیا جاوے۔‘‘ جو واجب قرض

## ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّمَا يَخۡشَى اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ غَفُوۡرٌ (فاطر:29)

ترجمہ: یقیناً اللہ کے بندوں میں سے اُس سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

یقیناً اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ہے وہ ادا کیا جائے ’’اور کسی حیلے اور عذر سے اس کو دبایا نہ جاوے۔‘‘ بعض لوگ قرضے دبانے اور وقت پر ادا نہ کرنے بلکہ بعض دفعہ بالکل اس بات پر بھی، اس حالت میں بھی ہو جاتے ہیں کہ مکمل طور پر انکاری ہو جاتے ہیں اگر کوئی ثبوت واضح طور پر نہ ہو۔ بہرحال ان کو جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ان کا ہر عمل دیکھ رہا ہے۔

اور دوسرے ضمناً یہ بھی کہہ دوں کہ لین دین کے جھگڑے اس لیے شروع ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ لوگ غیر ضروری اعتبار اور اعتماد دوسروں پہ کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ لین دین کا معاملہ جب بھی ہو تو اس وقت لکھ لیا کرو۔ تحریر میں لے آیا کرو۔

یہ نہیں کہ میرا واضح رشتہ دار ہے، میرا بڑا قریبی دوست ہے تو میں نے لکھا نہیں۔ اسی سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اسی سے پھر نفس امارہ انسان کو غلط کاموں میں ابھارنے کی کوشش کرتا ہے۔ بہرحال ایک مومن کا کام یہ ہے کہ ان سے بچے اور عدل سے کام لے۔

فرمایا: ’’مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض لوگ ان امور کی پروا نہیں کرتے اور ہماری جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جو بہت کم توجہ کرتے ہیں اپنے قرضوں کے ادا کرنے میں۔ یہ عدل کے خلاف ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے لوگوں کی نماز نہ پڑھتے تھے۔ پس تم میں سے ہر ایک اس بات کو خوب یاد رکھے کہ قرضوں کے ادا کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہئے اور ہر قسم کی خیانت اور بے ایمانی سے دُور بھاگنا چاہئے کیونکہ یہ امر الٰہی کے خلاف ہے جو اس نے اس آیت میں دیا ہے۔‘‘

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’اسکے بعد احسان کا درجہ ہے۔ جو شخص عدل کی رعایت کرتا ہے اور اسکی حد بندی کو نہیں توڑتا اللہ تعالیٰ اسے توفیق اور قوت دے دیتا ہے اور وہ نیکی میں اَور ترقی کرتا ہے۔ یہانتک کہ عدل ہی نہیں کرتا بلکہ تھوڑی سی نیکی کے بدلے بہت بڑی نیکی کرتا ہے لیکن احسان کی حالت میں بھی ایک کمزوری ابھی باقی ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی نہ کسی وقت اس نیکی کو جتا بھی دیتا ہے۔ مثلاً ایک شخص دس برس تک کسی کو روٹی کھلاتا ہے اور وہ کبھی ایک بات اس کی نہیں مانتا تو اسے کہہ دیتا ہے کہ دس برس کا ہمارے ٹکڑوں کا غلام ہے اور اس طرح پر اس نیکی کو بے اثر کر دیتا ہے۔ دراصل احسان والے کے اندر بھی ایک قسم کی مخفی ریا ہوتی ہے۔‘‘ چھپی ہوئی ریا ہوتی ہے جو احسان کرتا ہے۔ ’’لیکن تیسرا مرتبہ ہر قسم کی آلائش اور آلودگی سے پاک ہے اور وہ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی کا درجہ ہے۔‘‘

فرمایا: ’’اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی کا درجہ طبعی حالت کا درجہ ہے یعنی جس مقام پر انسان سے نیکیوں کا صدور ایسے طور پر ہو جیسے طبعی تقاضا ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ماں اپنے بچے کو دودھ دیتی ہے اور اسکی پرورش کرتی ہے۔ کبھی اس کو خیال بھی نہیں آتا کہ بڑا ہو کر کمائی کرے گا اور اسکی خدمت کرے گا یہانتک کہ اگر کوئی بادشاہ اسے یہ حکم دے کہ تو اگر اپنے بچہ کو دودھ نہ دے گی اور اس سے وہ مر جاوے تو بھی تجھے مؤاخذہ نہ ہوگا۔ اس حکم پر بھی اس کو دودھ دینا وہ نہیں چھوڑ سکتی بلکہ ایسے بادشاہ کو دو چار گالیاں ہی سنا دے گی۔ اس لئے کہ وہ پرورش اس کا ایک طبعی تقاضا ہے۔ وہ کسی امید یا خوف پر مبنی نہیں۔ اسی طرح پر جب انسان نیکی میں ترقی کرتے کرتے اس مقام پر پہنچتا ہے کہ وہ نیکیاں اس سے ایسے طور پر صادر ہوتی ہیں گویا ایک طبعی تقاضا ہے تو یہی وہ حالت ہے جو نفس مطمئنہ کہلاتی ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد 8، صفحہ 312-314، ایڈیشن 1984ء)

پھر فرمایا: ’’ماں خود اپنی جان پر دکھ برداشت کرتی ہے مگر بچے کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتی ہے۔ خود گیلی جگہ پر لیٹتی ہے اور اسے خشک حصہ بستر پر جگہ دیتی ہے۔ بچہ بیمار ہو جائے تو راتوں جاگتی اور طرح طرح کی تکالیف برداشت کرتی ہے۔ اب بتاؤ کہ ماں جو کچھ اپنے بچے کے واسطے کرتی ہے اس میں تصنع اور بناوٹ کا کوئی بھی شعبہ پایا جاتا ہے؟‘‘ یہ تو خالص محبت کی وجہ سے ہے اور یہی محبت حق اللہ اور حق العباد ادا کرنے کیلئے ایک مومن میں ہونی چاہیے۔

فرمایا: ’’پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ احسان کے درجہ سے بھی آگے بڑھو اور اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی کے مرتبہ تک ترقی کرو اور خلق اللہ سے بغیر کسی اجر یا نفع و خدمت کے خیال کے طبعی اور فطری جوش سے نیکی کرو۔

تمہاری خلق اللہ سے ایسی نیکی ہو کہ اس میں تصنع اور بناوٹ ہرگز نہ ہو۔

ایک دوسرے موقع پر یوں فرمایا ہے۔‘‘ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے موقع پر یوں فرمایا کہ ’’لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُکُوۡرًا (الدھر:10) یعنی خدا رسیدہ اور اعلیٰ ترقیات پر پہنچے ہوئے انسان کا یہ قاعدہ ہے کہ اس کی نیکی خالصاً للہ ہوتی ہے اور اس کے دل میں یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس کے واسطے دعا کی جاوے یا اس کا شکریہ ادا کیا جاوے۔ نیکی محض اس جوش کے تقاضا سے کرتا ہے جو ہمدردی بنی نوع انسان کے واسطے اس کے دل میں رکھا گیا ہے۔

ایسی پاک تعلیم نہ ہم نے توریت میں دیکھی ہے اور نہ انجیل میں۔ ورق ورق کر کے ہم نے پڑھا ہے مگر ایسی پاک اور مکمل تعلیم کا نام و نشان نہیں۔‘‘ (ملفوظات، جلد 10، صفحہ 416-417، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کرو اور اگر عدل سے بڑھ کر احسان کا موقع اور محل ہو تو وہاں احسان کرو اور اگر احسان سے بڑھ کر قریبیوں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرنے کا محل ہو تو وہاں طبعی ہمدردی سے نیکی کرو اور اس سے خدا تعالیٰ منع فرماتا ہے کہ تم حدود اعتدال سے آگے گزر جاؤ۔‘‘ اعتدال کو بہرحال قائم رکھنا ہے۔ ’’یا احسان کے بارے میں منکرانہ حالت تم سے صادر ہو جس سے عقل انکار کرے۔ یعنی یہ کہ تم بے محل احسان کرو یا برمحل احسان کرنے سے دریغ کرو۔‘‘ عقلی تقاضا اور انصاف کا تقاضا بھی سامنے رکھنا ہے کہ احسان بے محل بھی نہیں ہونا چاہیے اور جہاں ضرورت ہے احسان کرنے کی وہاں سے احسان کرنے کا انکار کرنا یہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔ بہرحال یہ چیز ضرور دیکھنی ہے کہ عقل کا تقاضا کیا ہے اور فائدہ کس میں ہے ’’یا یہ کہ تم محل پر اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی کے خلق میں کچھ کمی اختیار کرو یا حد سے زیادہ رحم کی بارش کرو۔ اس آیت کریمہ میں ایصال خیر کے تین درجوں کا بیان ہے۔‘‘

پس جہاں یہ نیکیاں کرنے کا حکم ہے وہاں عقل اور اعتدال اور نیک مقصد کے حصول کی بھی نصیحت کی گئی ہے اور حکم یہ ہے کہ تمہاری یہ ساری نیکیاں اس لیے ہونی چاہئیں کہ فائدہ پہنچائیں نہ کہ معاشرے میں بگاڑ پیدا کر دیں۔

ماں باوجود بچے سے بہت پیار کرنے کے کبھی اسکے مطالبے پر اسکے ہاتھ میں آگ کا انگارہ نہیں رکھتی۔ پس اصل مقصد بھلائی اور خیر خواہی ہے جس کیلئے یہ تینوں نیکیاں بجالانی ہیں۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’اوّل یہ درجہ کہ نیکی کے مقابل پر نیکی کی جائے یہ تو کم درجہ ہے اور ادنیٰ درجہ کا بھلا مانس آدمی بھی یہ خلق حاصل کر سکتا ہے کہ اپنے نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرتا رہے۔‘‘ کوئی بھی شریف آدمی یہ نیکی کرتا ہے۔ یہ بنیادی چیز ہے۔ یہ کوئی ایسی اعلیٰ نیکی نہیں ہے یہ تو شرافت ہے۔ ’’دوسرا درجہ اس سے مشکل ہے اور وہ یہ کہ ابتداء آپ ہی نیکی کرنا اور بغیر کسی کے حق کے احسان کے طور پر اس کو فائدہ پہنچانا اور یہ خلق اوسط درجہ کا ہے۔‘‘ نیکی کرنا اور بغیر کسی کے حق کے اس پر احسان کرنا اس کو فائدہ پہنچانا۔ یہ خلق بھی اوسط درجہ کا ہے درمیانے درجہ کا ہے۔ ’’اکثر لوگ غریبوں پر احسان کرتے ہیں اور احسان میں یہ ایک مخفی عیب ہے کہ احسان کرنے والا خیال کرتا ہے کہ میں نے احسان کیا ہے اور کم سے کم وہ اپنے احسان کے عوض میں شکریہ یا دعا چاہتا ہے اور اگر کوئی ممنون منت اس کا مخالف ہو جائے تو اس کا نام احسان فراموش رکھتا ہے۔‘‘ جس پہ احسان کیا ہے اگر وہ مخالف ہو جائے کسی وجہ سے تو پھر اس کو احسان فراموش کہتا ہے۔ ’’بعض وقت اپنے احسان کی وجہ سے اس پر فوق الطاقت بوجھ ڈال دیتا ہے۔‘‘ اس لیے کہ میں نے تم پہ احسان کیا اور اتنا عرصہ تمہارے کام آیا یا میرے سے تم فائدہ اٹھا رہے ہو تو احسان کرنے والا اس کی طاقت سے بڑھ کر اس آدمی پر بوجھ ڈال دیتا ہے ’’اور اپنا احسان اس کو یاد دلاتا ہے جیسا کہ احسان کرنے والوں کو خدا تعالیٰ متنبہ کرنے کیلئے فرماتا ہے۔ لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقٰتِکُمۡ بِالۡمَنِّ وَالۡاَذٰی (البقرۃ:265) یعنی اے احسان کرنے والو! اپنے صدقات کو جن کی صدق پر بنا چاہئے۔ احسان یاد دلانے اور دکھ دینے کے ساتھ برباد مت کرو۔‘‘ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو وارننگ (warning) دی ہے کہ ایسے احسان تمہارے لیے کوئی فائدہ مند نہیں ہوں گے۔ صدقات اگر تم کرتے ہو تو اس کی بنیاد صدق پر ہے، سچائی پر ہے۔ اگر احسان دلانا ہے تو پھر تمہاری سب نیکی برباد ہو گئی۔ ’’یعنی صدقہ کا لفظ صدق سے مشتق ہے۔ پس اگر دل میں صدق اور اخلاص نہ رہے تو وہ صدقہ صدقہ نہیں رہتا بلکہ ایک ریاکاری کی حرکت ہو جاتی ہے۔ غرض احسان کرنے والے میں یہ ایک خامی ہوتی ہے کہ کبھی غصہ میں آ کر اپنا احسان بھی یاد دلا دیتا ہے اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے احسان کرنے والوں کو ڈرایا۔

تیسرا درجہ ایصال خیر کا خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ بالکل احسان کا خیال نہ ہو اور نہ شکر گزاری پر نظر ہو بلکہ ایک ایسی ہمدردی کے جوش سے نیکی صادر ہو جیسا کہ ایک نہایت قریبی مثلاً والدہ محض ہمدردی کے جوش سے اپنے بیٹے سے نیکی کرتی ہے۔ یہ وہ آخری درجہ ایصالِ خیر کا ہے جس سے آگے ترقی کرنا ممکن نہیں لیکن خدا تعالیٰ نے ان تمام ایصالِ خیر کی قسموں کو محل اور موقع سے وابستہ کر دیا ہے اور آیت موصوفہ میں صاف فرما دیا ہے کہ اگر یہ نیکیاں اپنے اپنے محل پر مستعمل نہیں ہوں گی تو پھر یہ بدیاں ہو جائیں گی۔‘‘ یہ بھی وارننگ ہے کہ نیکیاں اگر اپنے محل پر نہیں ہوئیں، صحیح طرح نہیں ہو رہیں، دنیا میں فساد پیدا کر رہی ہیں تو وہ نیکیاں نہیں ہوں گی، بدی بن جائے گی۔ ’’بجائے عدل فحشاء بن جائے گا۔‘‘ اگلا جو حصہ ہے اس کا کچھ ذکر بھی آ جاتا ہے اس میں برائیوں سے بچنے کا کہ عدل

### ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو آدمی علم حاصل کرنے کیلئے سفر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر چلاتا ہے،
فرشتے طالب علم سے راضی ہوتے ہوئے اس کیلئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں
(سنن ابوداود، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

### ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دوستوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہترین وہ ہے جو اپنے دوست کیلئے سب سے بہتر ہے
اور ہمسائیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہترین ہے جو اپنے ہمسائے کیلئے بہترین ہے
(ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی حق الجوار)

طالبِ دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (صوبہ مہاراشٹرا)

پھر فحشاء بن جاتا ہے۔’’یعنی حد سے اتنا تجاوز کرنا کہ ناپاک صورت ہوجائے۔اور ایسا ہی بجائے احسان کے منکر کی صورت نکل آئے گی۔‘‘ یہ احسان نہیں ہوگا یہ انسان پھر منکر بن جائے گا۔’’یعنی وہ صورت جس سے عقل اور کانشنس انکار کرتا ہے اور بجائے اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی کے بغی بن جائے گا۔یعنی وہ بے محل ہمدردی کا جوش ایک بری صورت پیدا کرے گا۔اصل میں بغی اس بارش کو کہتے ہیں جو حد سے زیادہ برس جائے اور کھیتوں کو تباہ کردے اور حق واجب میں کمی رکھنے کو بغی کہتے ہیں اور یا حق واجب سے افزونی کرنا بھی بغی ہے۔‘‘ حق واجب سے کمی ہو جائے تو اس کو بھی بغی کہتے ہیں اور حق واجب سے زیادہ کرو تو بھی بغی کا لفظ استعمال ہوگا’’غرض ان تینوں میں سے جو محل پر صادر نہیں ہوگا وہی خراب سیرت ہوجائے گی۔اسی لئے ان تینوں کے ساتھ موقع اور محل کی شرط لگادی ہے۔اس جگہ یاد رہے کہ مجرد عدل یا احسان یا ہمدردی ذی القربیٰ کو خلق نہیں کہہ سکتے بلکہ انسان میں یہ سب طبعی حالتیں اور طبعی قوتیں ہیں کہ جو بچوں میں بھی وجود عقل سے پہلے پائی جاتی ہیں مگر خلق کیلئے عقل شرط ہے اور نیز یہ شرط ہے کہ ہر ایک طبعی قوت محل اور موقعہ پر استعمال ہو۔

اور پھر احسان کے بارے میں اَور بھی ضروری ہدایتیں قرآن شریف میں ہیں اور سب الف لام کے ساتھ جو خاص کرنے کیلئے آتا ہے استعمال فرما کر موقع اور محل کی رعایت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد10، صفحہ 353-355) یعنی یہ سارے خلق جو ہیں ان کو خاص طور پر معین کیا گیا ہے کہ یہ یہ خلق ہیں ان ان چیزوں کیلئے۔

پس مختلف رنگ میں مختلف مثالوں سے ان نیکیوں کے بجالانے کی آپؑ نے ہمیں تلقین فرمائی ہے۔اس حوالے سے، نیکی کرنے کے حوالے سے، احسان کرنے کے حوالے سے اپنا ایک واقعہ بھی بیان فرماتے ہیں۔فرماتے ہیں کہ ’’احسان ایک نہایت عمدہ چیز ہے۔اس سے انسان اپنے بڑے بڑے مخالفوں کو زیر کرلیتا ہے چنانچہ سیالکوٹ میں ایک شخص تھا جو کہ تمام لوگوں سے لڑائی رکھتا تھا اور کوئی ایسا آدمی نہ ملتا تھا جس سے اسکی صلح ہو۔یہاں تک کہ اسکے بھائی اور عزیز واقارب بھی اس سے تنگ آچکے تھے۔اس سے میں نے بعض دفعہ معمولی سا سلوک کیا اور وہ اس کے بدلہ میں کبھی ہم سے برائی سے پیش نہ آتا بلکہ جب ملتا تو بڑے ادب سے گفتگو کرتا۔اسی طرح ایک عرب ہمارے ہاں آیا اور وہ وہابیوں کا سخت مخالف تھا یہاں تک کہ جب اسکے سامنے وہابیوں کا ذکر بھی کیا جاتا تو گالیوں پر اتر آتا۔اس نے یہاں آکر بھی سخت گالیاں دینی شروع کیں اور وہابیوں کو برا بھلا کہنے لگا۔ہم نے اسکی کچھ پروانہ کرکے اسکی خدمت خوب کی اور اچھی طرح سے اسکی دعوت کی اور ایک دن جبکہ وہ غصہ میں بھرا ہوا وہابیوں کو خوب گالیاں دے رہا تھا کسی شخص نے اس کو کہا کہ جس کے گھر تم مہمان ٹھہرے ہو وہ بھی تو وہابی ہے۔‘‘ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔’’اس پر وہ خاموش ہوگیا اور اس شخص کا‘‘ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ جس نے یہ کہا تھا کہ یہ وہابی ہے اس شخص کا ’’مجھ کو وہابی کہنا غلط نہ تھا کیونکہ قرآن شریف کے بعد صحیح احادیث پر عمل کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔خیر وہ شخص چند دن کے بعد چلا گیا۔اسکے بعد ایک دفعہ لاہور میں مجھ کو پھر ملا۔اگرچہ وہ وہابیوں کی صورت دیکھنے کا بھی روادار نہ تھا مگر چونکہ اسکی تواضع اچھی طرح سے کی تھی اس لئے اس کا وہ تمام جوش وخروش دب گیا اور وہ بڑی مہربانی اور پیار سے مجھ کو ملا۔چنانچہ بڑے اصرار کیساتھ مجھ کو ساتھ لے گیا اور ایک چھوٹی سی مسجد میں جس کا وہ امام مقرر ہوا تھا مجھ کو بٹھلایا اور خود نوکروں کی طرح پنکھا کرنے لگا اور بہت خوشامد کرنے لگا کہ کچھ چائے وغیرہ پی کر جاویں۔پس دیکھو کہ احسان کس قدر دلوں کو مسخر کرلیتا ہے۔‘‘ (ملفوظات، جلد9، صفحہ 302، ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’اخلاق دوقسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ ہیں جو آج کل کے نو تعلیم یافتہ پیش کرتے ہیں کہ ملاقات وغیرہ میں زبان سے چاپلوسی اور مداہنہ سے پیش آتے ہیں‘‘ چاپلوسی کرنے ہاں جی، جی حضوری کرلی ’’اور دلوں میں نفاق اور کینہ بھرا ہوا ہوتا ہے۔یہ اخلاق قرآن شریف کے خلاف ہیں۔دوسری قسم اخلاق کی یہ ہے کہ سچی ہمدردی کرے۔دل میں نفاق نہ ہو اور چاپلوسی اور مداہنہ وغیرہ سے کام نہ لے جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِيۡتَآئِ ذِى الۡقُرۡبٰى (النحل:91) تو یہ کامل طریق ہے اور ہر ایک کامل طریق اور ہدایت خدا کے کلام میں موجود ہے۔جو اس سے روگردانی کرتے ہیں وہ اور جگہ ہدایت نہیں پا سکتے۔اچھی تعلیم اپنی اثر اندازی کیلئے دل کی پاکیزگی چاہتی ہے۔جو لوگ اس سے دور ہیں اگر عمیق نظر سے ان کو دیکھو گے تو ان میں ضرور گند نظر آئے گا۔زندگی کا اعتبار نہیں ہے۔نماز، صدق وصفا میں ترقی کرو۔‘‘ (ملفوظات، جلد6، صفحہ 200) آپؑ نے ہمیں نصیحت فرمائی کہ نماز اور صدق وصفا میں ترقی کرو۔عبادتوں میں اور سچائی میں اور پاکیزگی میں ترقی کرو۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔’’میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرے کو محدود نہ کرو اور ہمدردی کیلئے اس تعلیم کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے یعنی اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِيۡتَآئِ ذِى الۡقُرۡبٰى (النحل:91) یعنی اول نیکی کرنے میں تم عدل کو ملحوظ رکھو۔جو شخص تم سے نیکی کرے تم بھی اس کے ساتھ نیکی کرو اور پھر دوسرا درجہ یہ ہے کہ تم اس سے بھی بڑھ کر اس سے سلوک کرو۔یہ احسان ہے۔احسان کا درجہ اگرچہ عدل سے بڑھا ہوا ہے اور یہ بڑی بھاری نیکی ہے لیکن کبھی نہ کبھی ممکن ہے کہ احسان والا اپنا احسان جتلا دے مگر ان سب سے بڑھ کر ایک درجہ ہے کہ انسان ایسے طور پر نیکی کرے کہ جو محبت ذاتی کے رنگ میں ہو۔جس

## 128واں جلسہ سالانہ قادیان
## مورخہ 29، 30 اور 31/دسمبر 2023ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 128ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 29، 30 اور 31/دسمبر 2023ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کرکے تیاری شروع کردیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور اس کے بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

میں احسان نمائی کا بھی کوئی حصہ نہیں ہوتا جیسے ماں اپنے بچے کی پرورش کرتی ہے وہ اس پرورش میں کسی اجر اور صلہ کی خواستگار نہیں ہوتی بلکہ ایک طبعی جوش ہوتا ہے جو بچے کیلئے اپنے سارے سکھ اور آرام قربان کردیتی ہے۔فرمایا پس اگر بادشاہ بھی اس کو کہے کہ تم اس کو دودھ نہ پلاؤ تو وہ بادشاہ کو برا بھلا کہے گی۔فرمایا کہ پس اس طریق پر نیکی ہو کہ اسے طبعی مرتبہ تک پہنچایا جاوے کیونکہ جب کوئی شے ترقی کرتے کرتے اپنے طبعی کمال تک پہنچ جاتی ہے اس وقت وہ کامل ہوتی ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد7، صفحہ 382-383، ایڈیشن 1984ء)

آپ فرماتے ہیں: ’’خدا حکم فرماتا ہے کہ تمام دنیا کے ساتھ تم عدل کرو یعنی جس قدر حق ہے اسی قدر لو اور انصاف سے بنی نوع کے ساتھ پیش آؤ اور اس سے بڑھ کر یہ حکم ہے کہ تم بنی نوع سے احسان کرو یعنی وہ سلوک کرو جس سلوک کے کرنا تم پر فرض نہیں محض مروّت ہے۔مگر چونکہ احسان میں بھی ایک عیب مخفی ہے کہ صاحب احسان کبھی ناراض ہوکر اپنے احسان کو یاد بھی دلا دیتا ہے۔اس لئے اس آیت کے آخر میں فرمایا کہ کامل نیکی یہ ہے کہ تم اپنے بنی نوع سے اس طور سے نیکی کرو کہ جیسے ماں اپنے بچہ سے نیکی کرتی ہے کیونکہ وہ نیکی محض طبعی جوش سے ہوتی ہے نہ کسی پاداش کی غرض سے۔یہ دل میں ارادہ ہی نہیں ہوتا کہ یہ بچہ اس نیکی کے مقابل مجھے بھی کچھ عنایت کرے۔پس وہ نیکی جو بنی نوع سے کی جاتی ہے کامل درجہ اس کا یہ تیسرا درجہ ہے جس کو اِيۡتَآئِ ذِى الۡقُرۡبٰى کے لفظ سے بیان فرمایا گیا ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن، جلد23، صفحہ 388)

پس نیکی صرف اپنوں سے نہیں بلکہ ہر ایک سے نیکی اور بغیر اجر کے نیکی کرنے کا حکم ہے اور یہی وہ مقام ہے جس سے خدا تعالیٰ بھی ملتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کے حوالے سے بھی بیان ہوا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں اور اپنی مجالس میں اس حوالے سے بے انتہا تاکید فرمائی ہے اور اسلام کی خوبیوں میں سے ایک بہت بڑی خوبی جو کسی اَور مذہب کی تعلیم میں نہیں ہے یہ بیان فرمائی ہے۔

پس ہمارا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کے معیار حاصل کرنے کیلئے بھی اور بندوں کے حقوق ادا کرنے کیلئے بھی اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اسکے مطابق زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔اپنی عبادت کے معیار بھی اعلیٰ رنگ میں حاصل کرنے والے ہوں۔حقوق العباد ادا کرنے والے ہوں۔خاص طور پر آپس میں پیار و محبت کے رشتے کو بھی اس طرح قائم کرنے والے ہوں کہ دنیا کیلئے ایک مثال بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق دیتے ہوئے حق بیعت ادا کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

آپؑ کے بیعت کے حق میں بھی یہ ’’بنی نوع سے ہمدردی‘‘ شرط ہے۔ہر جمعہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے ان الفاظ کو سن کر نیکیوں میں بڑھنے اور اپنی اصلاح کرنے کی طرف توجہ دلانے والا ہو ورنہ ہم میں اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔اللہ تعالیٰ ہمارے اور غیر میں ایک واضح فرق دکھادے جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ بڑے درد سے اس کا اظہار فرمایا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات، جلد9، صفحہ 252، ایڈیشن 1984ء)

پاکستان کے حالات کیلئے بھی دعا کرتے رہیں۔

ہم نے تو نیکیاں پھیلانے کیلئے اپنا کام کرتے چلے جانا ہے اور شیطانی فطرت لوگوں نے اپنے ظلم جو اُن کا کام ہے وہ دکھاتے رہنا ہے۔ہمارا تو ان شیطانوں سے اس شیطانی کی حالت میں مقابلہ کوئی نہیں۔ہمیں تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر چلنے والے ہوں۔

ہمیشہ یہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ایمانوں کو سلامت رکھے اور کبھی ہمارے ایمان متزلزل نہ ہوں۔اللہ تعالیٰ سے ہمارا وہ تعلق پیدا ہوجائے جو اِيۡتَآئِ ذِى الۡقُرۡبٰى کا تعلق ہے۔پھر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے بھی پہلے سے بڑھ کر دیکھیں گے۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔اور جو دشمن ہیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں اور ناقابل اصلاح ہیں اللہ تعالیٰ کی نظر میں اللہ تعالیٰ انہیں خود تباہ کرے اور ان شاء اللہ جب ایسی صورت ہوگی اور جب ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہوگا تو دشمن کی تباہی کے نظارے بھی ہم دیکھیں گے۔

......☆......☆......☆......

# خطبہ جمعہ

دنیا میں، تمام ممالک میں شوریٰ اس لیے منعقد کی جاتی ہے کہ جہاں ہم اپنی عملی حالتوں کو درست کرنے کیلئے منصوبہ بندی کریں وہاں خدائے واحد کا پیغام پہنچانے کیلئے اور دنیا کو امت واحدہ بنانے کیلئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لانے کیلئے ایسی منصوبہ بندی کریں جو ایک انقلاب پیدا کرنے والی ہو

ممبران کی بعض ذمہ داریاں مجلسِ شوریٰ کی سفارشات اور خلیفۂ وقت کے ان پر فیصلے کے بعد ہی شروع ہوتی ہیں اور ان کا انجام دینا اور اپنا کردار ادا کرنا ہر ممبر شوریٰ کا فرض ہے

جن کے سپرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے بڑھانا ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنے والے مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ کے مشن کو پورا کرنا ہے ان کا بھی یہ کام ہے کہ محبت، پیار اور نرمی سے کام کریں

مجلس شوریٰ مشورہ دینے والی مجلس ہے فیصلہ کرنے والی نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو اپنے اصحاب سے مشورہ لینے والا نہیں پایا

خلیفۂ وقت بھی اللہ تعالیٰ کے حکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق دنیا میں پھیلی ہوئی جماعتوں سے وہاں کے حالات کے مطابق مشورے لیتا ہے

جہاں جہاں ہمارے شوریٰ کے ممبران ہیں ان کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جہاں وہ مشورہ دیتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے آپ کو اس بات کیلئے تیار کریں کہ ہم نے ان مشوروں پر منظوری کے فیصلے کے بعد عمل کرنا ہے یا جو بھی خلیفۂ وقت فیصلہ کریں گے سب سے پہلے ہم نے اس پر عمل کرنے کیلئے ہر قربانی دینی ہے

مشورہ دینے والوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ان کے مشورے نیک نیتی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کے مطابق ہونے چاہئیں

ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ مجلس شوریٰ خلافت کا مددگار ادارہ ہے اور اس لحاظ سے جماعت میں خلافت کے بعد اس کی بہت اہمیت ہے

جہاں ٹھوس منصوبہ بندی کی ضرورت ہے وہاں عملی کوشش کی ضرورت ہے، اپنی عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی ضرورت ہے

اپنے عملی نمونے، لوگوں سے پیار محبت کا تعلق، ان کا درد دل میں رکھنا، ان کیلئے بھی اور اپنے لیے بھی دعا کرنا، خلیفۂ وقت کی اطاعت کے معیار کو بلند کرنا ہر عہدیدار اور ہر ممبر شوریٰ کا خاص امتیاز ہوگا تو تبھی ایک انقلابی تبدیلی مجموعی طور پر ہم جماعت میں پیدا ہوتی دیکھیں گے

ہمارے چندوں کی آمد کی ایسے احسن رنگ میں منصوبہ بندی ہونی چاہیے جس سے ہم کم سے کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ اشاعت دین اور تبلیغ کے کام کو سرانجام دے سکیں

## شوریٰ کی اہمیت اور نمائندگان کی ذمہ داریوں کے بارے میں بصیرت افروز بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12 مئی 2023ء بمطابق 12 ہجرت 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۠ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (آل عمران:160)

آیت کا ترجمہ ہے: پس اللہ کی خاص رحمت کی وجہ سے تُو ان کیلئے نرم ہو گیا۔ اور اگر تُو تُند خُو (اور) سخت دل ہوتا تو وہ ضرور تیرے گرد سے دُور بھاگ جاتے۔ پس ان سے درگزر کر اور ان کیلئے بخشش کی دعا کر اور (ہر) اہم معاملہ میں ان سے مشورہ کر۔ پس جب تُو (کوئی) فیصلہ کر لے تو پھر اللہ ہی پر توکّل کر۔ یقیناً اللہ توکّل کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

ان دنوں میں مختلف ممالک میں جماعتی مجالسِ شوریٰ منعقد ہو رہی ہیں۔ بعض ملکوں میں ہو چکی ہیں، بعض میں اس ہفتے ہیں اور بعض آئندہ ہفتے میں ہوں گی۔ جرمنی کی آج شروع ہو رہی ہے۔ اسکے ساتھ ہی اَور بہت سے ملک ہیں۔ اسی طرح یوکے کی مجلس شوریٰ اگلے ہفتے ہے اور اسکے ساتھ اَور بھی ممالک شامل ہیں۔

شوریٰ کی اہمیت اور نمائندگان کی ذمہ داریوں کے بارے میں مَیں پہلے بھی خطبات میں توجہ دلا چکا ہوں لیکن اس کو کیونکہ اب کچھ سال گزر چکے ہیں اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ آج پھر اس بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ اور جماعتی روایات اور طریق کے مطابق کچھ کہوں۔ جہاں شوریٰ کی مجالس منعقد ہو بھی چکی ہیں وہاں کے نمائندگان شوریٰ بھی ان باتوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو ممبران شوریٰ کی ذمہ داریوں کے حوالے سے ہیں اور ممبران شوریٰ کو یاد رکھنی چاہئیں کیونکہ ممبران کی بعض ذمہ داریاں مجلسِ شوریٰ کی سفارشات اور خلیفۂ وقت کے ان پر فیصلے کے بعد ہی شروع ہوتی ہیں اور ان کا انجام دینا اور اپنا کردار ادا کرنا ہر ممبر شوریٰ کا فرض ہے۔

بہرحال ان ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے سے پہلے یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے اس کی روشنی میں کچھ باتیں کروں گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ اور آپؐ کا طریق بیان کروں گا۔ اس آیت میں جہاں اس بات کی تصدیق فرمائی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے اپنی امّت کے افراد کیلئے انتہائی نرم دل رکھنے والے تھے وہاں اس بات کی طرف بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں توجہ دلائی اور ہدایت فرمائی کہ جن کے سپرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کو آگے بڑھانا ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنے والے مسیح موعودؑ اور مہدی معہودؑ کے مشن کو پورا کرنا ہے ان کا بھی یہ کام ہے کہ محبت، پیار اور نرمی سے کام کریں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر نرمی نہ دکھائی اور سخت دلی دکھائی اور غصہ میں آنے والا ہوا تو یہ لوگ دُور ہو جائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ درگذر کرنے اور بخشش کی دعا کرنے کا حکم فرماتا ہے اور پھر ساتھ ہی مشورہ کرنے کا بھی حکم فرمایا ہے۔

پس اس اصول اور تعلیم کے تابع مجالس شوریٰ منعقد کی جاتی ہیں لیکن جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ مشورہ دینے والی مجلس ہے، فیصلہ کرنے والی نہیں۔ اس لیے فرمایا کہ مشوروں کے بعد جو فیصلہ تُو کرے اس پر اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے عمل کر اور جب اللہ تعالیٰ پر توکّل ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ اس کے نتائج بھی بے انتہا برکتوں والے نکالے گا۔

توکّل کی اعلیٰ ترین مثال تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ہمیں نظر آتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو بہت سے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے براہ راست راہنمائی ملتی تھی لیکن خاص طور پر ان معاملات میں آپؐ ضرور ضروری مشورہ طلب فرماتے تھے جہاں اللہ تعالیٰ کا کوئی واضح حکم نہ ہوتا تھا۔ اور آپؐ کا یہ عمل اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہمیں بتانے کیلئے ہے کہ جماعتی عہدیداروں کے افرادِ جماعت کے ساتھ کیسے رویے ہونے چاہئیں اور ہمیں باہم مشورے سے کام کرنے چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کے انعام سے نوازا ہے اس لیے خلیفۂ وقت بھی اللہ تعالیٰ کے حکم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق دنیا میں پھیلی ہوئی جماعتوں سے وہاں کے حالات کے مطابق مشورے لیتا ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر معاملے میں راہنمائی فرما دیتا لیکن آپؐ کو بعض معاملات میں مشورے کا حکم دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض معاملات میں مشورہ لینا حقیقت میں ہمیں صحیح راستے پر چلانے اور باہمی تعاون اور مشورے سے کام کرنے کی طرف راہنمائی کیلئے ہے اور امّت میں وحدت پیدا کرنے کیلئے ہے۔ اس بارے میں ایک حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے: حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ جب شَاوِرۡهُمۡ فِي الۡاَمۡرِ کی آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ اللہ اور اس کا رسول اس سے مستغنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری امّت کیلئے رحمت کا باعث بنایا ہے۔ پس ان میں سے جو مشورہ کرے گا وہ رشد و ہدایت سے محروم نہیں رہے گا اور جو مشورہ نہیں کرے گا وہ ذلت سے نہ بچ سکے گا۔ (الجامع لشعب الایمان، جلد 10، صفحہ 41، حدیث 7136، مطبوعہ مکتبۃ الرشد ناشرون ریاض 2003ء)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو ان مشوروں سے مستغنی تھے اور ہیں لیکن اسکے باوجود آپؐ نے مشورے لیے تاکہ امّت کے سامنے وہ نمونہ قائم فرما دیں جس سے امّت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ لیتی رہے اور ہمیشہ رشد و ہدایت کے رستوں پر چلتی رہے اور ذلّت سے بچتی رہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر خاص احسان ہے کہ ہمارے اندر شوریٰ کا نظام رائج ہے۔ پس اس کی ہر احمدی کو عام طور پر اور ہر شوریٰ ممبر کو خاص طور پر قدر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہمارے لیے رشد و ہدایت کا سامان پیدا فرما دیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کن موقعوں پر مشورے لیے اور آپؐ کے مشورے کا کیا طریق تھا اس بارے میں ہمیں تاریخ سے جو پتہ چلتا ہے وہ کچھ بیان کرتا ہوں۔ یہی طریق خلفائے راشدین نے بھی جاری رکھا اور پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی پر عمل کیا۔

عموماً مشورہ لینے کیلئے تین طریق ہمیں نظر آتے ہیں۔ ایک یہ طریق تھا کہ جب مشورے کے قابل کوئی معاملہ ہوتا تو ایک شخص اعلان کرتا کہ لوگ جمع ہو جائیں اور لوگ جمع ہو جاتے اور پھر جو رائے ہوتی، جو مشورہ ہوتا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفاء فیصلہ کر دیتے کہ ان مشوروں کے بعد ہمارا یہ فیصلہ ہے، اس طرح اس پر عمل ہوگا۔ اس زمانے میں کیونکہ سرداری نظام تھا اس لیے عموماً گو قبیلے کے بہت سارے لوگ جمع ہو جاتے تھے لیکن رائے سردار یا امیر ہی دیتے تھے۔ ان کا ایک نمائندہ ہوتا تھا۔ اور لوگ اس بات پر بخوشی راضی ہوتے تھے کہ ہمارا سردار یا امیر ہماری نمائندگی میں رائے دے۔ بلکہ اس وقت کے رواج کے مخالف اگر کوئی جوش میں اپنی رائے دینے کی کوشش بھی کرتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اپنے سردار یا امیر سے کہو کہ وہ آگے آ کر اپنی رائے دے۔ تمہاری بات کی اس طرح کوئی اہمیت نہیں ہے۔ پس یہ ایک طریق تھا۔

دوسرا طریق یہ تھا کہ جن لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشورے کا اہل سمجھتے انہیں بلا لیتے اور عمومی طور پر سب کو نہ بلایا جاتا اور پھر ان چند لوگوں کی مجلس سے مشورہ لیا جاتا۔

تیسرا طریق یہ تھا کہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھتے کہ دو آدمی بھی اکٹھے جمع نہیں ہونے چاہئیں وہاں آپؐ علیحدہ علیحدہ بلا کر مشورہ لیتے۔ پہلے ایک کو بلا کر مشورہ لیتے پھر دوسرے کو بلا کر مشورہ لیا جاتا۔ (ماخوذ از خطاباتِ شوریٰ، جلد اوّل، صفحہ 6-7، مجلس مشاورت 1922ء) بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تین طریق تھے مشورہ لینے کے اور خلفائے راشدین نے بھی اس کے مطابق ہی مشورہ لیا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور اس کا رسول ان مشوروں سے مستغنی ہیں لیکن اس کے باوجود ہمیں تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر مشورے لیے بلکہ آپؐ تو بہت زیادہ صحابہؓ سے مشورے لیا کرتے تھے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو اپنے اصحاب سے مشورہ لینے والا نہیں پایا۔

(سنن الترمذی، ابواب الجہاد، باب ماجاء فی المشورۃ، حدیث 1714)

اور یہ سب کچھ اس لیے تھا کہ جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا نبی جس کو اللہ تعالیٰ کی راہنمائی براہ راست حاصل ہے مشورہ لیتا ہے تو تم لوگوں کو کس قدر مشورے کی اہمیت کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورے کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ایک روایت میں آتا ہے: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے یمن بھجوانے کا فیصلہ فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے صحابہؓ سے مشورہ طلب کیا۔ ان صحابہؓ میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بہت سے صحابہؓ تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے مشورہ نہ طلب فرماتے تو ہم کوئی بات نہ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ جن امور کے بارے میں مجھے وحی نہیں ہوتی ان کے بارے میں مَیں تمہاری طرح ہی ہوتا ہوں۔

جن امور کے بارے میں مجھے وحی نہیں ہوتی ان کے بارے میں مَیں تمہاری طرح ہی ہوتا ہوں۔ معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتاتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مطابق کہ مجھے مشورہ دو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم رائے لے رہے تھے تو ہر شخص نے اپنی اپنی رائے بیان کی اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاذ! تم بتاؤ۔ تمہاری کیا رائے ہے۔ تو میں نے عرض کیا کہ میری وہی رائے ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، جلد 20 صفحہ 67 حدیث 124، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

تو آپ سے بھی انہوں نے پوچھا۔ پس جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اظہار اپنی سادگی اور عاجزی اور مشورے کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے وہاں ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے کہ ہمیں کس قدر مشوروں کو اہمیت دینی چاہئے اور صحابہؓ کا نمونہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ وہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مشورہ دیتے تھے تو پھر اپنی صلاحیتوں اور تجربے کے مطابق تقویٰ پر چلتے ہوئے مشورہ دیا کرتے تھے۔

پھر مدینہ ہجرت کے بعد بھی جب کفار مکہ نے مسلمانوں کے امن و سکون کو برباد کرنے کی کوشش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سدّ باب کیلئے صحابہؓ سے مشورہ لیا اور انصار کے سرداروں کو بھی اس میں شامل فرمایا، مہاجرین کے سرداروں کو بھی شامل فرمایا اور پھر مہاجرین اور انصار کے سرداروں کے مشورے اور رضامندی سے آپؐ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ اور انصار کے سرداروں نے اس مشورے کے دوران جو اخلاص و وفا کا نمونہ دکھایا اور عہد کیا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی خوشی اور اطمینان کا بھی اظہار فرمایا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے، صفحہ 354-355)

اس لیے کہ مشورہ صرف مشورہ کی حد تک نہیں ہے بلکہ مشورہ دینے والوں کا عمل اور رویہ اور اس مشورے پر خود سب سے پہلے عمل کرنے کا عہد ہے۔

اگر عمل کرنے کا عہد نہیں اور پھر حقیقت میں اس پر عمل نہیں تو پھر مشورہ بے فائدہ ہے۔ اور ہم نے دیکھا کہ کس طرح بدر کے میدان میں اخلاص و وفا کا عملی اظہار پھر ان صحابہؓ نے فرمایا۔ جب مشورہ دیا تو پھر اپنی جان کی بازی لگا دی۔ پس جہاں جہاں ہمارے شوریٰ کے ممبران ہیں ان کو بھی ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں وہ مشورہ دیتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے آپ کو اس بات کیلئے تیار کریں کہ ہم نے ان مشوروں پر منظوری کے فیصلے کے بعد عمل کرنا ہے یا جو بھی خلیفۂ وقت فیصلہ کریں گے سب سے پہلے ہم نے اس پر عمل کرنے کیلئے ہر قربانی دینی ہے۔

جب اپنے عملی نمونے قائم ہوں گے تو پھر ہی افراد جماعت بھی خوشی سے اس پر عمل کرنے کیلئے ہر قربانی کیلئے اپنے آپ کو پیش کریں گے۔ شوریٰ کے ممبران کو یہ ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ ہر احمدی کا خلافت سے وفا اور اطاعت کا عہد ہے تو اس کیلئے سب سے اعلیٰ نمونہ عہدیداران اور شوریٰ کے ممبران کو دکھانا چاہئے کیونکہ آپ اس

**سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:**

ضرورت ہے کہ آج کل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے
علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو
(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 43، ایڈیشن 1988ء)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

**سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:**

اس بات کو خوب غور سے یاد رکھو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت کا شرف پہلے سے حاصل ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ
وہ پھر آئیں اور اپنی نبوت کو کھو دیں (ملفوظات، جلد 5، صفحہ 114)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

ادارے کے ممبر بنائے گئے ہیں جو نظامِ خلافت اور نظامِ جماعت کا مددگار ادارہ ہے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ جہاں یہ حکم خلیفۂ وقت کو ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلتے ہوئے دین کے اہم کاموں میں امّت کے لوگوں سے مشورہ لو، اسی طرح نرم دل رہنے اور دعا کا بھی حکم ہے۔ ان لوگوں کو بھی یہ حکم ہے جن سے یہ مشورہ لیا جاتا ہے کہ نیک نیت ہو کر تقویٰ پر چلتے ہوئے مشورہ دو۔ پس مشورہ دینے والوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان کے مشورے نیک نیتی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کے مطابق ہونے چاہئیں۔

پس اس لحاظ سے مشورہ دینے والوں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ جائزہ لیں کہ ان کا تقویٰ کس معیار کا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت تو یہاں تک وضاحت کرتی ہے، آپؐ نے فرمایا کہ شَاوِرُوا الْفُقَهَاءَ وَالْعَابِدِيْنَ (کنز العمال، جلد 3، صفحہ 411، حدیث 7191، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت 1985ء) یعنی سمجھدار اور عبادت گزار لوگوں سے مشورہ کرو ہر ایک سے نہیں۔ پس یہ معیار ہے نمائندگان کا۔

اس میں ان لوگوں کیلئے بھی نصیحت ہے جو نمائندگان شوریٰ چنتے ہیں کہ اپنے میں سے ایسے لوگ چنیں جو بظاہر صائب رائے رکھنے والے ہیں، دینی علم میں بہتر ہیں اور عبادت کے معیار بھی اچھے ہیں۔

جہاں بھی اس معیار کو سامنے رکھتے ہوئے نمائندگان چنے جاتے ہیں ان نمائندگان کی رائے میں مَیں نے دیکھا ہے کہ ایک نمایاں فرق نظر آ رہا ہوتا ہے۔ اور یہ ذمہ داری ہے ان نمائندگان کی بھی کہ اگر حسنِ ظن رکھتے ہوئے افراد جماعت نے کسی کو شوریٰ کا نمائندہ چنا ہے تو وہ اس حسن ظن پر پورا اترے۔ ایک دن میں یا چند ہفتوں میں کوئی علم کے اعلیٰ معیار اور دین کی گہرائی کو تو نہیں جان سکتا، حاصل نہیں کر سکتا لیکن تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی رائے ہر قسم کے مفاد سے بالاتر ہو کر تو ہر کوئی دے سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے، اس سے مدد مانگتے ہوئے، دعا کے ساتھ جہاں جہاں شوریٰ منعقد ہو رہی ہیں وہاں کے نمائندگان کو اپنی رائے دینی چاہئے نہ کہ کسی مقرر کی تقریر سے متاثر ہو کر اور نہ ہی کسی تعلق اور دوستی کا خیال رکھتے ہوئے اپنی رائے کو دوسروں کی رائے کے ساتھ ملانا چاہئے اور نہ ہی کسی خوف یا لحاظ کی وجہ سے اپنی رائے بدلنی چاہئے بلکہ تقویٰ سامنے رکھتے ہوئے جماعت کے مفاد کو ہر بات پر مقدّم کرتے ہوئے جب رائے دیں گے تو تبھی حقیقت میں وہ اپنی نمائندگی کا حق ادا کرنے والے بنیں گے۔

ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کے حال بھی جانتا ہے اور ہمارے ہر عمل کو بھی دیکھ رہا ہے۔ اگر میں اس کی رضا کو سامنے رکھ کر کام نہیں کر رہا تو کہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لینے والا نہ بن جاؤں۔ اسی طرح جہاں شوریٰ ہو چکی ہے وہاں شوریٰ کے ممبران اپنا حق اب اس طرح ادا کریں کہ اپنے عملی نمونے ہمیشہ اپنی روحانی اور عملی حالت پر نظر رکھتے ہوئے گزارنے کا عہد کریں اور جو فیصلے ہوں یا ہوئے ہیں ان پر تقویٰ سے چلتے ہوئے عمل کرنے اور کروانے کی کوشش کریں۔

جب ہم یہ حالت پیدا کریں گے تبھی ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے والے بھی ہوں گے اور ہمارے فیصلوں میں برکت بھی پڑے گی ورنہ ہمارا جمع ہونا اور اپنی رائے کیلئے پُرزور تقریریں کرنا ان دنیاوی اسمبلیوں کی طرح ہوگا جہاں تقویٰ مفقود ہے اور ایسے فیصلے ہوتے ہیں جو بسا اوقات اخلاق کو بھی پامال کرنے والے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے بھی خلاف ہوتے ہیں۔ اپنی پارٹی کے مقاصد کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ بعض اوقات جلد ہی ایسے غلط فیصلوں کے نتائج بھی نکل آتے ہیں جو امن و سکون برباد کرنے والے ہوتے ہیں اور بعض اوقات دیر سے بھی نتائج نکلتے ہیں لیکن برکت ان میں کوئی نہیں ہوتی لیکن بہرحال ایسے فیصلے جو اللہ تعالیٰ کے قانون اور حکموں کے خلاف ہوں پھر آخر میں قوموں کی تباہی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

پس دنیاداروں کی حالتوں کو دیکھ کر بھی ہمیں اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی طرف توجہ رکھنی چاہئے۔

جیسا کہ میں نے کہا شوریٰ کے ممبران کے مشورے خلیفۂ وقت کو پیش کیے جاتے ہیں اور خلیفۂ وقت کے کہنے پر ہی یہ شوریٰ بلائی جاتی ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مجلس شوریٰ خلافت کا مددگار ادارہ ہے اور اس لحاظ سے جماعت میں خلافت کے بعد اس کی بہت اہمیت ہے اور ہر ممبر جو شوریٰ کیلئے منتخب ہوتا ہے وہ ایک سال کیلئے ممبر ہوتا ہے۔ اسے اپنی اس اہمیت کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ شوریٰ کے ایجنڈے اور مشورے سے ہی خلیفۂ وقت کو ان مسائل سے بھی آگاہی ہوتی ہے جو مختلف ممالک میں ہیں اور پھر جو آرا آتی ہیں ان سے ان مسائل کے حل کا لائحہ عمل بھی سامنے آ جاتا ہے۔ بعض اوقات بعض باتیں کسی مسئلے کے حل کے بارے میں پوری تفصیل سے بیان نہیں ہوتیں یا ممبرانِ شوریٰ کے سامنے ہی نہیں آتیں تو خلفاء ان باتوں کو بھی لائحہ عمل میں شامل کر لیتے ہیں اور بعض جگہ میں بھی یہی طریق اپناتا ہوں۔ تو بہرحال ہر ممبر شوریٰ کو اس بات کا مکمل ادراک ہونا چاہئے کہ اس کی ایک خاص اہمیت ہے اور یہ اہمیت صرف تین دن کیلئے نہیں ہے بلکہ سارا سال کیلئے ہے اور جو بھی لائحہ عمل بنتا ہے اس پر عمل درآمد کروانے میں اور انتظامیہ کو اس پر عمل درآمد کیلئے مکمل تعاون پیش کرنے کی ہر شوریٰ ممبر کو کوشش کرنی چاہئے اور یہ اس کی ذمہ داری ہے اور جب یہ ہوگا تو تبھی جماعتی ترقی کے منصوبے صحیح راستے پر گامزن ہوں گے اور ان پر احسن رنگ میں عمل ہو سکے گا اور رشد و ہدایت کا جو مشن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد ہوا ہے ہم اس میں معاون و مددگار بن سکیں گے۔ اگر یہ نہیں تو شوریٰ کا ممبر ہونا بے فائدہ ہے۔

یہاں یہ بھی ذکر کر دوں کہ دنیا کے ہر ملک میں شوریٰ عموماً وہاں کے امیر کے زیر صدارت منعقد ہوتی ہے اور بعض دفعہ رائے دینے والے جوشِ خطابت میں ایسے الفاظ استعمال کر جاتے ہیں جو شوریٰ کے تقدس کے خلاف ہے۔ تو پہلی بات تو یہ ہے کہ ممبران جب بھی اپنی رائے دیں تو جوشِ خطابت دکھانے کی بجائے، ہوش و حواس سے عاری ہو کر تقریر کرنے کی بجائے، جذباتی تقریریں کرنے کی بجائے مناسب الفاظ میں اپنی رائے دیا کریں۔

بعض دفعہ رائے دینے والے ایسی باتیں کہہ جاتے ہیں جن سے عاملہ کے ممبران یا امیر جماعت جن کی صدارت میں شوریٰ ہو رہی ہوتی ہے یہ سمجھتے ہیں کہ رائے دینے والا بالواسطہ یا بلاواسطہ یا براہ راست ہمارے خلاف بات کر رہا ہے اور پھر صدرِ مجلس ہونے کی حیثیت سے بولنے والے کو سخت الفاظ میں روک دیا جاتا ہے، جھڑک دیا جاتا ہے۔ تو امراء کو بھی حوصلہ دکھانا چاہئے۔ یہ حسنِ ظن رکھنا چاہئے کہ کہنے والا جو کہہ رہا ہے وہ جماعتی مفاد کیلئے اور درد رکھتے ہوئے کہہ رہا ہے۔

اگر سخت الفاظ استعمال کیے ہیں یا ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو شوریٰ کے تقدس کے خلاف ہیں تو نرمی سے اسے ٹوک دیں۔ ایسا رویہ نہ اختیار کریں جس سے شبہ ہو کہ صدر مجلس نے اس بات کو ذاتی عزت کا سوال بنا لیا ہے۔

خاص طور پر بجٹ کے معاملے میں جب بحث ہوتی ہے تو زیادہ جذبات کا اظہار ہو جاتا ہے اور بعض تحفّظات کا بھی اظہار ہو جاتا ہے۔ ایسے حالات میں بھی متعلقہ سیکرٹری کو، سیکرٹری مال کو اور صدر مجلس کو تحمل سے بات سن کر اس کا جواب دینا چاہئے اور تسلی کروانی چاہئے کہ کس طرح کا بجٹ بنا، کس طرح آمد ہے، کس طرح اس کے اخراجات ہیں۔ اس کو justify کس طرح کیا جاتا ہے۔ کہنے والا تو اپنی طرف سے جماعتی مفاد کو پیش نظر رکھ کر بات کرتا ہے اس لیے بدظنی نہیں ہونی چاہئے۔ اسی طرح ایجنڈے کی دوسری تجاویز ہیں اس میں بعض دفعہ بلاوجہ کی بحث میں انتظامیہ بھی اور نمائندگان بھی الجھ جاتے ہیں یا پھر بالکل ہی خاموش ہو کر اس طرح ہو جاتے ہیں جیسے انتظامیہ کا خوف ہو۔ ایسے لوگ بھی اپنی امانت کا حق ادا نہیں کرتے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ نمائندگان کو لوگوں نے اس لیے چنا ہے کہ وہ نمائندگی کا اور امانت کا حق ادا کریں۔

اس لیے نہ ہی ذاتیات کا سوال ہونا چاہئے، نہ کسی قسم کا خوف ہونا چاہئے اور ہمیشہ سمجھیں کہ لوگوں نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق منتخب کیا ہے کہ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (النساء:59) کہ امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو اور خلیفۂ وقت بھی یہی سمجھتا ہے کہ جب لوگوں نے نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق اپنے نمائندے بنائے ہیں تو پھر وہ اس کے مطابق ہی اپنی امانتوں کا حق ادا کر رہے ہوں گے۔ اور اگر نمائندگان اپنا یہ حق شوریٰ اور بعد میں بھی ادا نہیں کر رہے تو نہ صرف وہ افراد جماعت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچا رہے ہیں بلکہ خلیفۂ وقت کے ساتھ بھی اپنی امانت کا حق ادا نہ کر کے خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ لیکن یہاں ایک اَور صورت بھی ہو سکتی ہے۔ بعض نمائندے چننے والوں نے بھی تقویٰ سے کام نہ لیتے ہوئے نمائندے چنے ہوں۔ رشتہ داریوں کے تعلق کی وجہ سے یا دوستیوں کا پاس کرتے ہوئے منتخب کیے ہوں۔

بہرحال وہ چننے والے تو اپنے اس عمل میں گناہگار ہیں کہ انہوں نے یہ غلط کام کیا۔ اگر انہوں نے حق ادا نہیں کیا تو انہیں استغفار کرنی چاہئے۔ لیکن جو نمائندگان بلکہ عہدیداران کو بھی میں شامل کرتا ہوں کہ جب وہ منتخب ہو گئے ہیں اور عملی اور روحانی حالت کے وہ معیار ان میں نہیں ہیں جو ہونے چاہئیں تو پھر اب وہ استغفار کرتے ہوئے، اپنی حالتوں میں مثبت تبدیلی کا عہد کرتے ہوئے اور تقویٰ پر چلنے کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے، اپنے آپ کو امانت کے ادا کرنے کا اہل بنانے کی کوشش کریں اور جب یہ کوشش ہوگی تو جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر رہے ہوں گے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن میں بھی مددگار بن رہے ہوں گے اور اپنی عملی اور روحانی حالتوں کو بھی بہتر کر رہے ہوں گے۔

جیسا کہ میں نے کہا نمائندگی ایک سال کیلئے ہے اور اس عرصہ میں انتظامیہ سے تعاون بھی کرنا ہے اور

## ارشاد باری تعالیٰ

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (المائدہ:3)

ترجمہ: اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

**DAR FRUIT CO. KULGAM**
**B.O AHMED FRUITS**
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

**J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers**
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

فیصلوں پر خود بھی عمل کرنا ہے اور کروانا بھی ہے۔ اس بات کے حصول کیلئے ہمیشہ یہ نگرانی کرتے رہیں کہ آپ کی جماعت میں اس پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں یا کس حد تک ہو رہا ہے اور اس کے مطابق عمل ہو رہا ہے جس طرح خلیفۂ وقت نے فیصلہ دیا تھا؟

پس اس طرح آپ نے خلیفۂ وقت کے مددگار بننا ہے۔ بعض دفعہ دیکھنے میں آتا ہے کہ جماعتوں میں جا کر فیصلے عہدیداروں کی سستیوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور جو فیصلے ہوتے ہیں ان پر عمل نہیں ہو رہا ہوتا۔ پس ایسی صورت میں نمائندگان کا کام ہے کہ صرف افرادِ جماعت کو ہی توجہ نہیں دلانی بلکہ عہدیداروں کو بھی ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانی ہے اور اگر پھر بھی توجہ پیدا نہیں ہو رہی اور اس تجویز پر اس طرح عمل نہیں ہو رہا جس طرح ہونا چاہئے تو پھر مرکز کو لکھیں۔ اسی طرح بہت سے عہدیدار بھی شوریٰ کے ممبر ہوتے ہیں۔ ان کا صرف یہ کام نہیں ہے کہ اپنے شعبہ کے کام کو دیکھ لیں بلکہ شوریٰ کی تجاویز اور ان پر خلیفۂ وقت کے فیصلے پر عدم تعمیل ہونے اور عملدرآمد نہ ہونے کو بھی انہیں سنجیدگی سے لینا چاہئے۔ اور چاہے ان کا اپنا شعبہ ہے یا کسی دوسرے کا، متعلقہ عہدیدار اور امیر کو توجہ دلانی چاہئے اور عاملہ میں بھی یہ معاملہ رکھنا چاہئے ورنہ پھر ایسے عہدیدار بھی اور ایسے نمائندے بھی اپنی امانت کا حق ادا نہیں کر رہے۔ اس دنیا میں تو بعض بہانے بنا کر بچ جائیں گے لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے اور وہ امانتوں کے ادا کرنے کے بارے میں پوچھے گا۔ پس بہت فکر کا مقام ہے۔ اس بات پر ہمیں فخر نہیں کرنا چاہئے کہ ہم شوریٰ کے نمائندے ہیں یا عہدیدار ہیں بلکہ اپنی ذمہ داری کی ہر ایک کو فکر کرنی چاہئے۔

جیسا کہ میں نے کہا اگر جماعتوں میں عہدیداروں کو توجہ دلانے پر بھی شوریٰ کے فیصلوں پر عمل نہیں ہو رہا، نمائندگان کوشش کرتے ہیں اور توجہ دلانے پر وہ پھر بھی اس پر عمل نہیں کرتے تو مرکز کو اطلاع کریں۔ اس پر بعض لوگ اب بھی عمل کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ عمل نہیں ہو رہا۔ بعض لوگ اس پر عمل کرتے ہیں کہ اگر عہدیدار عمل نہیں کر رہے تو مرکز کو اطلاع کرتے ہیں لیکن عموماً اس وقت یہ بات کرتے ہیں جب کسی عہدیدار سے ذاتی رنجش کی بنا پر اختلاف پیدا ہو جائے۔ یہ طریق تقویٰ کا طریق نہیں ہے۔ اگر تقویٰ سے کام لیتے ہوئے ہر نمائندہ اور ہر عہدیدار شوریٰ کی منظور شدہ تجاویز پر عمل کرنے اور کروانے کی کوشش کرے تو پھر کبھی یہ صورت پیدا نہ ہو کہ وہ تجویز دوبارہ اگلے سال یا دو تین سال بعد پیش ہونے کیلئے آ جائے۔

دوبارہ تجویز آنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اس پر یا تو مکمل طور پر عمل نہیں ہوا یا جس طرح ہونا چاہئے تھا اس طرح نہیں ہوا۔

پس ایسی جماعتوں اور عہدیداروں کو سوچنا چاہئے کہ کیا یہ تقویٰ پر چلنے اور اپنی امانتوں کے حق ادا کرنے کا عمل ہے؟ کیا یہ خلافت سے اطاعت اور وفا کے نبھانے کے عہد کو پورا کرنے کا عمل ہے؟ ملک کے اندر جو جماعتیں ہیں وہ اپنے مرکز کو بھی ایسی تجاویز بھیجتی ہی اس وقت ہیں جب وہ دیکھتی ہیں کہ ان باتوں پر عمل نہیں ہو رہا۔ اگر عمل ہو رہا ہو اور ہر سطح پر ہر جماعت کی نگرانی ہو رہی ہو کہ کس حد تک عمل ہو رہا ہے تو تجاویز دوبارہ آئیں ہی نہ اور نہ ملکی مرکز کو ان تجاویز کو خلیفۂ وقت کے پاس اس سفارش کے ساتھ بھیجنے کی ضرورت پڑے کہ کیونکہ یہ ایک سال پہلے یا دو سال پہلے پیش ہو چکی ہے اس لیے اس کو شوریٰ میں پیش کرنے کی سفارش نہیں کی جاتی۔ یہ جواب لکھتے ہوئے ملکی مرکزی نظام کو شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے لکھنا چاہئے کہ ہم شرمندہ ہیں کہ ہم اس پر عمل نہیں کروا سکے۔ اب اس سال ہم اس پر عمل کریں گے۔ اگر عمل نہ کروائیں تو ہم مجرم ہوں گے اور ان لوگوں میں شامل ہوں گے جو اپنی امانتوں کا حق ادا نہیں کر رہے۔ لہٰذا یہ تحریر ان کو لکھنی چاہئے اور پھر لکھیں کہ لہٰذا نہایت عجز کے ساتھ ہم معافی مانگتے ہوئے اس تجویز کو اس سال پیش نہ کرنے کی سفارش کرتے ہیں۔ جب اس طرح کریں گے تو ذمہ داری کا احساس پیدا ہوگا۔ کم از کم اس سے انتظامیہ اور نمائندگان کو یہ احساس تو ہوگا کہ وہ بڑے بڑے لائحہ عمل بنا کر خلیفۂ وقت کو پیش کرتے ہیں کہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے اور پھر اس پر عمل نہیں کرتے تو وہ مجرم ہیں اور خلیفۂ وقت کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے والے ہیں۔ پس اس لحاظ سے جہاں اجتماعی لحاظ سے محاسبہ ہو وہاں انفرادی طور پر بھی عہدیدار اور نمائندہ شوریٰ اپنا محاسبہ کرے اور استغفار کرے اور پھر اس پر عملدرآمد نہ کرنے کی وجوہات بھی ہر سطح پر جاننے کی کوشش کی جائے۔ پس یہ جائزے ہی ہیں جو جماعتی نظام کو صحیح راستے پر چلا سکتے ہیں ورنہ زبانی باتیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ ملکوں کے اندر یہ جائزے لینے کی بھی ضرورت ہے کہ بعض active جماعتیں اگر سو فیصد نہیں تو ستر اسّی فیصد تجاویز پر عمل کر لیتی ہیں اور ایک لگن کے ساتھ کرتی ہیں کہ خلیفۂ وقت کی منظوری سے یہ لائحہ عمل ہمیں ملا ہے اور ہم نے خلیفۂ وقت کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچانی تو ان میں وہ کیا جذبہ ہے؟ یہ معلوم کرنا چاہئے کہ کیا جذبہ ہے جس کے تحت اس جماعت کے افراد میں یہ انقلاب ہے۔ ایسی فعال جماعتوں کے عہدیداروں کی کمزور جماعتوں کے عہدیداروں کے ساتھ میٹنگ کروائی جائے بلکہ مرکزی عہدیداروں سے بھی میٹنگ کروائی جائے اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جائے۔

اگر کسی جگہ ایک جماعت بھی فعال اور اپنے عملی اور روحانی پروگراموں میں بھرپور عمل کرنے والی ہے تو دس دوسری جماعتوں کو اپنے طریقۂ کار کو شیئر کرنے سے فائدہ پہنچا سکتی ہے لیکن بات وہی ہے کہ اگر مرکزی نظام میں ہر سیکرٹری اور عہدیدار اور نمائندگان شوریٰ اپنا کردار ایمانداری سے ادا کرنے والے ہوں تبھی یہ ہوگا۔

بعض جماعتوں یا ملکوں نے یہ جائزہ بھی لیا ہے اور اس کا فائدہ ہوا ہے کہ گذشتہ تین سال میں جو جو شوریٰ کے فیصلے ہوئے ہیں ان پر کس حد تک عملدرآمد ہوا ہے اور ہو رہا ہے اور پھر وہ اس کی سہ ماہی جائزہ رپورٹ مرکز میں بھجواتے ہیں۔ ان میں یہ احساس ہے کہ ہم نے صرف یہ کہہ کر نہیں بیٹھ جانا کہ یہ تجویز دو سال پہلے پیش ہو چکی ہے اس لیے پیش نہیں ہوگی بلکہ مرکز کو یہ رپورٹ دینی ہے کہ ہم نے اس لائحہ عمل پر عمل کر کے اس حد تک اپنے مقصد کو حاصل کر لیا ہے اور مزید کوشش جاری ہے۔ اس سے ایسی جماعتوں میں پھر احساس ذمہ داری بڑھا ہے۔ صرف باتوں سے ہم دنیا فتح نہیں کر سکتے اس کیلئے عمل کی ضرورت ہے۔

جہاں ٹھوس منصوبہ بندی کی ضرورت ہے وہاں عملی کوشش کی ضرورت ہے، اپنی عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر عہدیدار اور نمائندگان شوریٰ اپنی عبادتوں کے معیار بہتر کرنے کی طرف توجہ کریں اور مسجدوں کو آباد کرنے کیلئے اپنے عملی نمونے دکھائیں تو مسجدوں کی آبادی بھی تین چار گنا بڑھ سکتی ہے۔ اس کے بھی جائزے ہمیں لینے چاہئیں۔

پس اپنے عملی نمونے، لوگوں سے پیار محبت کا تعلق، ان کا درد دل میں رکھنا، ان کیلئے بھی اور اپنے لیے بھی دعا کرنا، خلیفۂ وقت کی اطاعت کے معیار کو بلند کرنا ہر عہدیدار اور ہر ممبر شوریٰ کا خاص امتیاز ہوگا تو تبھی ایک انقلابی تبدیلی مجموعی طور پر ہم جماعت میں پیدا ہوتی دیکھیں گے۔

ایک بہت بڑا کام ہمارے سپرد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد اور آپؑ کا مشن کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ دنیا میں اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچا کر دنیا کو خدائے واحد کی پرستش کرنے والا بنانا مسلسل کوشش چاہتا ہے۔

دنیا میں، تمام ممالک میں شوریٰ اس لیے منعقد کی جاتی ہے کہ جہاں ہم اپنی عملی حالتوں کو درست کرنے کیلئے منصوبہ بندی کریں وہاں خدائے واحد کا پیغام پہنچانے کیلئے اور دنیا کو امّت واحدہ بنانے کیلئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے لانے کیلئے ایسی منصوبہ بندی کریں جو ایک انقلاب پیدا کرنے والی ہو۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ اس سارے کام کو انجام دینے کیلئے اخراجات کی بھی ضرورت ہے، مال کی بھی ضرورت ہے۔ اس لیے اپنے مالی بجٹ کو بھی اس طرح بنائیں کہ کم سے کم اخراجات میں ہم زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ جماعت کے افراد کی اکثریت غریب اور اوسط درجہ کے لوگوں کی ہے۔ اس لیے ہمارے چندوں کی آمد کی ایسے احسن رنگ میں منصوبہ بندی ہونی چاہئے جس سے ہم کم سے کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ اشاعت دین اور تبلیغ کے کام کو سرانجام دے سکیں اور یہ کام ہم اسی صورت میں کر سکیں گے جب ہم اس حقیقت کو سمجھنے والے بن جائیں کہ ہم نے تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں اور امانتوں کو ادا کرنا ہے اور خدمت دین کو ایک فضل الٰہی سمجھنا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تقویٰ پر چلنے کی نصیحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا وَّیُکَفِّرۡ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ (الانفال:30) (پھر فرمایا) وَیَجۡعَلۡ لَّکُمۡ نُوۡرًا تَمۡشُوۡنَ بِہٖ (الحدید:29) یعنی اے ایمان لانے والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کیلئے اتقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آ جائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں تمہارے قویٰ کی راہیں تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، جلد 5، صفحہ 177-178)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری غلطیوں، کوتاہیوں اور کمزوریوں کی پردہ پوشی فرماتے ہوئے اپنے فضل سے ہمیں ہمیشہ نوازتا چلا جائے۔

......☆......☆......☆......

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
KONARK Nursery Hyderabad
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All..Hatred for None

# سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

## (از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

### جنگ بدر (بقیہ)

مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے متعلق مشورہ کیا کہ ان کے متعلق کیا کرنا چاہئے۔ عرب میں بالعموم قیدیوں کو قتل کر دینے یا مستقل طور پر غلام بنا لینے کا دستور تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت پر یہ بات سخت ناگوار گزرتی تھی اور پھر ابھی تک اس بارہ میں کوئی الٰہی احکام بھی نازل نہیں ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میری رائے میں تو ان کو فدیہ لے کر چھوڑ دینا چاہئے کیونکہ آخر یہ لوگ اپنے ہی بھائی بند ہیں اور کیا تعجب کہ کل کو انہی میں سے فدایانِ اسلام پیدا ہو جائیں۔ مگر حضرت عمرؓ نے اس رائے کی مخالفت کی اور کہا کہ دین کے معاملہ میں رشتہ داری کا کوئی پاس نہیں ہونا چاہئے اور یہ لوگ اپنے افعال سے قتل کے مستحق ہو چکے ہیں۔ پس میری رائے میں ان سب کو قتل کر دینا چاہئے بلکہ حکم دیا جاوے کہ مسلمان خود اپنے ہاتھ سے اپنے اپنے رشتہ داروں کو قتل کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فطری رحم سے متاثر ہو کر حضرت ابوبکر کی رائے کو پسند فرمایا اور قتل کے خلاف فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ جو مشرکین اپنا فدیہ وغیرہ ادا کر دیں انہیں چھوڑ دیا جاوے۔ چنانچہ بعد میں اسی کے مطابق الٰہی حکم نازل ہوا۔ چنانچہ ہر شخص کے مناسب حال ایک ہزار درہم سے لے کر چار ہزار درہم تک اسکا فدیہ مقرر کر دیا گیا۔ اس طرح سارے قیدی رہا ہوتے گئے۔ عباس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور ان کو آپ سے اور آپ کو ان سے بہت محبت تھی ان کے متعلق انصار نے عرض کیا کہ یہ ہمارا بھانجہ ہے۔ ہم انہیں بغیر فدیہ کے چھوڑ دیتے ہیں، لیکن گو قیدی کو بطور احسان کے چھوڑ دینا اسلام میں جائز بلکہ پسندیدہ تھا مگر اس موقع پر عباس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں مانا اور فرمایا کہ عباس فدیہ ادا کریں تو تب چھوڑے جائیں۔ عباس کے متعلق یہ بھی روایت آتی ہے کہ جب وہ مسجد نبوی میں بندھے ہوئے پڑے تھے تو رات کے وقت ان کے کراہنے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند نہیں آتی تھی۔ انصار کو معلوم ہوا تو انہوں نے عباس کے بندھن ڈھیلے کر دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فرمایا اگر بندھن ڈھیلے کرتے ہو تو سب کے کرو۔ عباس کی کوئی خصوصیت نہیں۔ چنانچہ سارے قیدیوں کے بندھن ڈھیلے کر دیئے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ابوالعاص بھی اسیرانِ بدر میں سے تھے۔ ان کے فدیہ میں ان کی زوجہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی زینب نے جو ابھی تک مکہ میں تھیں کچھ چیزیں بھیجیں۔ ان میں ان کا ایک ہار بھی تھا۔ یہ ہار وہ تھا جو حضرت خدیجہ نے جہیز میں اپنی لڑکی زینب کو دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ہار کو دیکھا تو مرحومہ خدیجہؓ کی یاد دل میں تازہ ہو گئی اور آپؐ چشم پُرآب ہو گئے اور صحابہ سے فرمایا اگر تم پسند کرو تو زینب کا مال اسے واپس کر دو۔ صحابہ کو اشارہ کی دیر تھی زینب کا مال فوراً واپس کر دیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نقد فدیہ کے قائم مقام ابوالعاص کے ساتھ یہ شرط مقرر کی کہ وہ مکہ میں جا کر زینب کو مدینہ بھجوا دیں اور اس طرح ایک مومن روح دارِ کفر سے نجات پا گئی۔ کچھ عرصہ بعد ابوالعاص بھی مسلمان ہو کر مدینہ میں ہجرت کر آئے اور اس طرح خاوند بیوی پھر اکٹھے ہو گئے۔ حضرت زینب کی ہجرت کے متعلق یہ روایت آتی ہے کہ جب وہ مدینہ آنے کیلئے مکہ سے نکلیں تو مکہ کے چند قریش نے ان کو بزور واپس لے جانا چاہا۔ جب انہوں نے انکار کیا تو ایک بدبخت ھبار بن اسود نامی نے نہایت وحشیانہ طریق پر ان پر نیزے سے حملہ کیا جس کے ڈر اور صدمہ کے نتیجہ میں انہیں اسقاط ہو گیا بلکہ اس موقع پر ان کو کچھ ایسا صدمہ پہنچ گیا کہ اسکے بعد ان کی صحت کبھی بھی پورے طور پر بحال نہیں ہوئی اور بالآخر انہوں نے اسی کمزوری اور ضعف کی حالت میں بے وقت انتقال کیا۔

قیدیوں میں جو غریب لوگ تھے اور فدیہ ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتے تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے ماتحت یونہی بطور احسان رہا کر دیئے گئے۔ مگر جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کی رہائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط کے ساتھ مشروط فرمائی کہ دس دس بچوں کو نوشت وخواند سکھا دیں تو رہا کئے جاویں۔ چنانچہ زید بن ثابت نے جو بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتبِ خاص کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں اسی طرح لکھنا پڑھنا سیکھا تھا۔

قیدیوں میں سہیل بن عمرو بھی تھا جو رؤساء قریش میں سے تھا اور نہایت فصیح وبلیغ خطیب تھا اور عموماً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف لیکچر دیتا رہتا تھا۔ جب وہ بدر میں قید ہوا تو حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! سہیل بن عمرو کے اگلے دانت نکلوا دیئے جاویں تا کہ وہ آپ کے خلاف زہر نہ پھیلا سکے مگر آپؐ نے اس تجویز کو بہت ناپسند کیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ عمر تمہیں کیا معلوم ہے کہ خدا آئندہ اسے ایسے مقام پر کھڑا کرے جو قابل تعریف ہو۔ چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر سہیل مسلمان ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر اس نے متزلزل لوگوں کو بچانے کیلئے اسلام کی تائید میں نہایت پراثر خطبے دیئے جس سے بہت سے ڈگمگاتے ہوئے لوگ بچ گئے اور اسی سہیل کے متعلق روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں وہ اور ابوسفیان اور بعض دوسرے رؤساء مکہ جو فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تھے حضرت عمرؓ کو ملنے کیلئے گئے۔ اتفاق سے اسی وقت بلالؓ اور عمارؓ اور صہیبؓ وغیرہ بھی حضرت عمرؓ سے ملنے کیلئے آ گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو غلام رہ چکے تھے اور بہت غریب تھے مگر ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ابتداء میں اسلام قبول کیا تھا۔ حضرت عمرؓ کو اطلاع دی گئی تو انہوں نے بلال وغیرہ کو پہلے ملاقات کیلئے بلایا۔ ابوسفیان نے جس کے اندر غالباً ابھی تک کسی قدر جاہلیت کی رگ باقی تھی یہ نظارہ دیکھا تو اسکے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ چنانچہ کہنے لگا ''یہ ذلت بھی ہمیں دیکھنی تھی کہ ہم انتظار کریں اور ان غلاموں کو شرفِ ملاقات بخشا جاوے۔'' سہیل نے فوراً سامنے سے جواب دیا کہ ''پھر یہ کس کا قصور ہے؟ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سب کو خدا کی طرف بلایا لیکن انہوں نے فوراً مان لیا اور ہم نے دیر کی۔ پھر ان کو ہم پر فضیلت حاصل ہو یا نہ ہو؟ قیدیوں میں ایک شخص ولید بن ولید تھا جو مکہ کے رئیس اعظم ولید بن مغیرہ کا لڑکا اور خالد بن ولید کا بھائی تھا۔ صحابہ نے اس سے چار ہزار درہم فدیہ مانگا جو اسکے بھائیوں نے ادا کر دیا اور ولید رہا ہو کر مکہ پہنچ گیا۔ مکہ میں پہنچ کر ولید نے اسلام کا اظہار کر دیا۔ اسکے بھائی اس پر سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ تو نے مسلمان ہی ہونا تھا تو فدیہ کیوں ادا کیا۔ ولید نے جواب دیا کہ میں نے اس لئے فدیہ ادا کرنے کے بعد اسلام کا اظہار کیا ہے کہ تا لوگ یہ خیال نہ کریں کہ میں فدیہ سے بچنے کیلئے مسلمان ہوا ہوں۔ اسکے بعد مکہ والوں نے ولید کو اپنے پاس قید کر لیا اور سخت تکالیف پہنچائیں مگر وہ ثابت قدم رہا اور آخر کچھ عرصہ کے بعد موقع پا کر مدینہ بھاگ آیا۔

مکہ میں جب لشکر قریش کی شکست اور رؤساء قریش کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو ایک کہرام مچ گیا اس حالت کو دیکھ کر ابوسفیان اور بعض دوسرے ذی اثر قریش نے اعلان کروایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مقتولین بدر پر نوحہ نہ کرے جب تک کہ ہم لوگ مسلمانوں سے بدر کا بدلہ نہ لے لیں اور اس طرح عامۃ الناس کے جوش نوحہ کو انتقام کی تیاری میں لگا دیا گیا، مگر بدر کا صدمہ ایسا نہ تھا کہ عرب کی فطرت اسے آسانی سے دبا سکتی۔ چند دن کے صبر وخاموشی کے بعد پھر گھر گھر سے صدائے ماتم بلند ہونی شروع ہوئی اور بدر کے مقتول مکہ کی گلی کوچوں میں برملا طور پر پیٹے جانے لگے۔ عرب کی سی آتشی فطرت اور پھر بدر کی سی تباہی اسکے نتیجہ میں جو ماتم بھی ہو سکتا تھا وہ ہوا اور برابر ایک ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ شروع شروع میں جبکہ قریش اظہارِ ماتم سے رکے ہوئے تھے اور پھر جوشِ ماتم کو دبا نہ سکنے کی وجہ سے پھوٹ پڑے اس وقت کی ایک مثال روایات میں خاص طور پر مذکور ہوئی ہے اور ناظرین کی بصیرت کیلئے ہم اسے یہاں درج کرتے ہیں۔ اسود بن عبد یغوث مکہ کا ایک رئیس تھا۔ اسکے دو لڑکے اور ایک پوتا جنگ بدر میں مارے گئے تھے مگر رؤساء قریش کے فیصلہ کی وجہ سے وہ خاموش تھا اور فرطِ غم سے اندر ہی اندر گھلا جاتا تھا۔ ایک رات اس نے اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے باہر گلی میں سے رونے چلانے کی آواز سنی۔ اس آواز نے اسے بے چین کر دیا اور اس نے اپنے نوکر کو بلا کر کہا دیکھو تو یہ آواز کیسی ہے۔ شاید رؤساء قریش نے ماتم کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اگر یہ درست ہے تو میرے سینے میں ایک آگ لگ رہی ہے میں بھی جی کھول کر رو لُوں کہ دل کا کچھ بخار تو نکل جاوے۔ نوکر گیا اور خبر لایا کہ ایک عورت کا اونٹ کھویا گیا ہے اور وہ اس پر نوحہ کر رہی ہے۔ شاعری عرب کی فطرت میں تھی اسود کے منہ سے بے اختیار یہ شعر نکلے اور دَبے ہوئے جذبات پھوٹ کر باہر آ گئے۔

اَتَبْکِیْ اَنْ یُضِلَّ لَھَا بَعِیْرٌ
وَیَمْنَعُھَا مِنَ النَّوْمِ السُّھُوْدُ
فَلَا تَبْکِیْ عَلٰی بَکْرٍ وَلٰکِنْ
عَلٰی بَدْرٍ تَقَاصَرَتِ الْجُدُوْدُ
وَبَکِّیْ اِنْ بَکَیْتِ عَلٰی عَقِیْلٍ
وَبَکِّیْ حَارِثًا اَسَدِ الْاُسُوْدِ

یعنی ''کیا وہ عورت اس بات پر رو رہی ہے کہ اس کا ایک اونٹ کھو گیا ہے اور اس نقصان کا غم اسے رات کو سونے نہیں دیتا۔ اے عورت! تو اس اونٹ پر کیا روتی ہے۔ رو بدر پر جہاں کہ ہماری قسمت نے یاوری نہ کی۔ ہاں! اگر تو نے رونا ہے تو رو میرے عقیل پر اور رو میرے حارث پر جو شیروں کا شیر تھا۔''

غرض اس طرح ماتم کے رکے رہنے کا اعلان دھرے کا دھرا رہ گیا اور ایک ایک کر کے سارے قریش ماتم کی رَو میں بہ گئے۔ صرف ایک گھر تھا جو خاموش تھا اور وہ ابوسفیان کا گھر تھا۔ ابوسفیان کی بیوی ہند قریش کے رئیس اعظم عتبہ بن ربیعہ کی لڑکی تھی اور یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ بدر کے میدان میں عتبہ اور اس کا لڑکا ولید اور اس کا بھائی شیبہ سب خاک میں مل چکے تھے، مگر مردانہ صفت ہند نے ایک لفظ بھی نوحہ کا اپنے منہ سے نکلنے نہیں دیا۔ لوگ آ آ کر اس سے پوچھتے تھے کہ اے ہند! تو کیوں خاموش ہے۔ ہند جواب دیتی تھی کہ ''اگر آنسو میرے غم کی آگ کو بجھا سکتے تو میں بھی روتی لیکن میں جانتی ہوں کہ آنسو میری آگ کو نہیں بجھا سکتے۔ اب یہ آگ اس وقت بجھے گی کہ تم لوگ پھر محمد کے خلاف میدان میں نکلو اور بدر کا بدلہ لو۔

جنگِ بدر کا اثر کفار اور مسلمانوں ہر دو کیلئے نہایت گہرا اور دیرپا ہوا اور اسی لئے تاریخ اسلام میں اس جنگ کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے حتّٰی کہ قرآن شریف میں اس جنگ کا نام یوم الفرقان رکھا گیا ہے۔ یعنی وہ دن جبکہ اسلام اور کفر میں ایک کھلا کھلا فیصلہ ہو گیا۔ بے شک جنگِ بدر کے بعد بھی قریش اور مسلمانوں کی باہم لڑائیاں ہوئیں اور خوب سخت سخت لڑائیاں ہوئیں اور مسلمانوں پر بعض نازک نازک موقعے بھی آئے، لیکن جنگ بدر میں کفار مکہ کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی جسے بعد کا کوئی جراحی عمل مستقل طور پر درست نہیں کر سکا۔ تعداد مقتولین کے لحاظ سے بے شک یہ کوئی بڑی شکست نہیں تھی۔ قریش جیسی قوم میں ستر بہتر سپاہیوں کا مارا جانا ہرگز قومی تباہی نہیں کہلا سکتا۔ جنگ احد میں یہی تعداد مسلمان مقتولین کی تھی، لیکن یہ نقصان مسلمانوں کے فاتحانہ رستہ میں ایک عارضی روک بھی ثابت نہیں ہوا۔ پھر وہ کیا بات تھی کہ جنگِ بدر یوم الفرقان کہلائی؟ اس سوال کے جواب میں بہترین الفاظ وہ ہیں جو قرآن شریف نے بیان فرمائے اور وہ یہ ہیں یَقْطَعَ دَابِرَ الْکَافِرِیْنَ۔ واقعی اس دن کفار کی جڑ کٹ گئی۔ یعنی جنگ بدر کی ضرب کفار کی جڑ پر لگی اور وہ دو ٹکڑے ہو گئی۔ اگر یہی ضرب بجائے جڑ کے شاخوں پر لگتی تو خواہ اس سے کتنا گنا زیادہ نقصان کرتی وہ نقصان اس نقصان کے مقابلہ میں ہیچ ہوتا، لیکن جڑ کی ضرب نے ہرے بھرے درخت کو دیکھتے دیکھتے ایندھن کا ڈھیر کر دیا اور صرف وہی شاخیں بچیں، جو خشک ہونے سے پہلے دوسرے درخت سے پیوند ہو گئیں۔ پس بدر کے میدان میں قریش کے نقصان کا پیمانہ یہ نہیں تھا کہ کتنے آدمی مرے بلکہ یہ تھا کہ کون کون مرے اور جب ہم اس نقطۂ نگاہ سے قریش کے مقتولین پہ نظر ڈالتے ہیں تو اس بات میں ذرا بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ بدر میں فی الواقع قریش کی جڑ کٹ گئی۔ عتبہ اور شیبہ اور امیہ بن خلف اور ابوجہل اور عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث وغیرہ قریش کی قومی زندگی کی روح رواں تھے اور یہ روح بدر کی وادی میں قریش سے ہمیشہ کیلئے پرواز کر گئی اور وہ ایک قالب بے جان کی طرح رہ گئے۔ یہ وہ تباہی تھی جس کی وجہ سے جنگِ بدر یوم فرقان کے نام سے موسوم ہوئی اور خود قریش بھی اس نقصان کے اندازہ کو خوب سمجھتے تھے۔ چنانچہ قریش کا ایک معزز شاعر بدر کے مقتولین کا نوحہ کرتا ہوا کہتا ہے اور کیا خوب کہتا ہے

اَلَا قَدْ سَادَ بَعْدَھُمْ اُنَاسٌ
وَلَوْلَا یَوْمُ بَدْرٍ لَمْ یَسُوْدُوْا

''ان رؤساء قریش کے بعد کہ جو بدر کے دن مارے گئے ایسے لوگ قومی ریاست کے مسند پر بیٹھے ہیں کہ اگر بدر کا دن نہ ہوتا تو یہ لوگ ہرگز رئیس نہ بن سکتے۔ اللہ اللہ کیا تباہی تھی جو اس قوم پر آئی! بدر کی شکست کیا تھی کہ گویا قوم رانڈ ہو گئی۔ بے شک رؤساء زادے اب بھی قریش میں کافی موجود تھے اور وہ لوگ بھی تھے جو ریاست کی صف دوم میں شمار کئے جا سکتے تھے، مگر وہ چوٹی کے سردار جو اسلام کے خلاف معاندانہ کارروائیوں کی روح رواں تھے اور جن کے پیچھے ان کی قوم باوجود عرب کی فطری آزادی کے اس معاملہ میں گویا بھیڑوں کی طرح چلتی تھی، سب کے سب خاک میں مل گئے تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس بارہ میں کوئی خاص تقدیر کام کر رہی تھی کیونکہ ابولہب جو بدر کی جنگ میں شامل نہیں ہوا تھا مگر جو مخالفین اسلام کی صف اول میں تھا وہ بھی ہلاکت سے نہیں بچا کیونکہ بدر کے چند دن بعد ہی وہ مکہ میں ایک مکروہ بیماری میں مبتلا ہوا اور نہایت ذلت کی موت مر کر اپنے ان ساتھیوں سے جا ملا جو بدر میں مارے گئے تھے۔ اب لے دے کہ صرف ایک ابوسفیان رہ گیا تھا جسے شاید اس کی قسمت نے فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہونے کیلئے بچا لیا تھا اور بدر کے بعد اسی کے سر پر قریش کی سرداری کا تاج رکھا گیا تھا۔

(سیرت خاتم النّبیین صفحہ 367 تا 372 مطبوعہ قادیان 2011)

# سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

**(1036) بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔آنریبل چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب میں نے پہلی بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاہور میں زیارت کی تو میرے دل میں اس وقت کسی قسم کے عقائد کی تنقید نہیں تھی۔ جو اثر بھی میرے دل میں اس وقت ہوا وہ یہی تھا کہ یہ شخص صادق ہے اور جو کچھ کہتا ہے وہ سچ ہے اور ایک ایسی محبت میرے دل میں آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈال دی گئی کہ وہی میرے لئے حضور علیہ السلام کی صداقت کی اصل دلیل ہے۔ میں گو اس وقت بچہ ہی تھا لیکن اس وقت سے لے کر اب تک مجھے کسی وقت بھی کسی دلیل کی ضرورت نہیں پڑی۔ بعد میں متواتر ایسے واقعات رونما ہوتے رہے ہیں جو میرے ایمان کی مضبوطی کا باعث ہوئے۔لیکن میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر ہی مانا تھا اور وہی اثر اب تک میرے لئے حضور کے دعاوی کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ میں 3/ستمبر 1904ء کے دن سے ہی احمدی ہوں۔

**(1037) بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مَیں قادیان میں تقریباً ایک ماہ تک ٹھہرا رہا۔ مولوی عبد اللہ صاحب سنوری بھی وہاں تھے۔ مولوی صاحب نے میرے لئے جانے کی اجازت چاہی اور میں نے اُن کے لئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی نہ جائیں۔ اس عرصہ میں مولوی صاحب کو ان کے گھر سے لڑکے کی ولادت کا خط آیا جس پر مولوی صاحب نے عقیقہ کی غرض سے جانے کی اجازت چاہی۔ حضور نے فرمایا اس غرض کیلئے جانا لازمی نہیں۔آپ ساتویں دن ہمیں یاد دلا دیں اور گھر خط لکھ دیں کہ ساتویں دن اس کے بال منڈوا دیں۔ چنانچہ ساتویں روز حضور نے دو بکرے منگوا کر ذبح کرا دیئے اور فرمایا گھر خط لکھ دو۔

**(1038) بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دورانِ سر کا عارضہ تھا۔ایک طبیب کے متعلق سنا گیا کہ وہ اس میں خاص ملکہ رکھتا ہے اُسے بلوایا گیا، کرایہ بھیج کر اور کہیں دور سے۔ اس نے حضور کو دیکھا اور کہا کہ دو دن میں آپ کو آرام کر دوں گا۔ یہ سن کر حضرت صاحب اندر چلے گئے اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کو رقعہ لکھا کہ اس شخص سے میں علاج ہرگز نہیں کرانا چاہتا۔ یہ کیا خدائی دعویٰ کرتا ہے۔اس کو واپسی کرایہ کے روپیہ اور مزید بیس پچیس روپے بھیج دیئے کہ یہ دے کر اُسے رخصت کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

**(1039) بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سر درد کا دورہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر سخت ہوا کہ ہاتھ پیر برف کی مانند سرد ہو گئے۔ میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو نبض بہت کمزور ہو گئی تھی۔آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اسلام پر کوئی اعتراض یاد ہو تو اس کا جواب دینے سے میرے بدن میں گرمائی آجائے گی اور دورہ موقوف ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی کہ حضور اس وقت تو مجھے کوئی اعتراض یاد نہیں آتا۔فرمایا! کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نعت میں کچھ اشعار آپ کو یاد ہوں تو پڑھیں۔ میں نے براہین احمدیہ کی نظم ’’اے خدا! اے چارۂ آزار ما‘‘ خوش الحانی سے پڑھنی شروع کر دی اور آپ کے بدن میں گرمائی آنی شروع ہو گئی۔ پھر آپ لیٹے رہے اور سنتے رہے۔ پھر مجھے ایک اعتراض یاد آ گیا کہ آیت وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىۡ جَاعِلٌ فِى الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً (البقرۃ:31) پر یہ اعتراض ہے کہ جو مشورہ کا محتاج ہے وہ خدائی کے لائق نہیں۔قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا مَنۡ يُّفۡسِدُ فِيۡهَا ۔اس سے معلوم ہوا کہ اس کا علم بھی کامل نہیں کیونکہ اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ آئندہ فساد اور خونریزی کرے گا۔ نَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ۔ اُس سے معلوم ہوا کہ وہ پاکوں سے دشمنی اور ناپاکوں سے پیار کرتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو اس خلافت کیلئے پیش کیا تھا۔ قَالَ اِنِّىۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۔بھلا یہ بھی کوئی جواب ہے جس سے عجز ظاہر ہوتا ہے۔ پھر یہ کہا کہ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ كُلَّهَا۔ ایک آدمی کو الگ لے جا کر کچھ باتیں چپکے سے سمجھا دیں اور پھر کہا کہ تم بتاؤ اگر سچے ہو۔ اس میں فریب پایا جاتا ہے۔ جب میں نے یہ اعتراضات سنائے تو حضور کو جوش آ گیا اور فوراً آپ بیٹھ گئے اور بڑے زور کی تقریر جواباً کی اور بہت سے لوگ بھی آ گئے اور دورہ ہٹ گیا۔ بہت لمبی تقریر فرمائی کہ کہیں آدم کا خونریزی وغیرہ کرنا ثابت نہیں۔ وغیرہ

**(1040) بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم اور عبد الحکیم مرتد جس زمانے میں لاہور پڑھتے تھے وہاں پر ایک شخص جو برہمو سماج کا سیکرٹری اور ایم اے تھا، آیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور میں تھے۔ اُس نے آ کر کہا کہ تقدیر کے مسئلہ کو میں نے ایسا سمجھا ہوا ہے کہ شاید کسی اور نے نہ سمجھا ہو۔ وہ دلائل میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں اس پر حضور نے خود ہی تقدیر پر تقریر شروع فرما دی اور یہ تقریر مسلسل دو گھنٹے جاری رہی۔حضرت مولوی نور الدین صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب بھی اس میں موجود تھے اور نواب فتح علی خان صاحب قزلباش بھی موجود تھے، تقریر کے ختم ہونے پر جب سب چلے گئے تو نواب صاحب بیٹھے رہے اور نواب صاحب نے کہا کہ آپ تو اسلام کی روح بیان فرماتے ہیں اور اسلام کی صداقت آفتاب کی طرح سامنے نظر آتی ہے۔ وہ لوگ بڑے ظالم ہیں جو آپ کے متعلق سخت کلامی کرتے ہیں۔ظالم کا لفظ سن کر حضور نے شیعہ مذہب کی تردید شروع کر دی۔ گویا ثابت کیا کہ شیعہ ظلم کرتے ہیں جو صحابہ کا فیض یافتہ صحبتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونا نہیں مانتے۔ اور صحابہ کا تقدس ظاہر کر کے بڑے جوش میں فرمایا کہ کیا کوئی شیعہ اس بات کو گوارا کر سکتا ہے کہ اس کی ماں کی قبر دو نابکاروں کے درمیان ہو۔مولوی عبد الکریم صاحب کا چہرہ اُترا ہوا سا تھا۔ پھر نواب صاحب نہایت ادب سے اجازت لے کر چلے گئے۔ان کے جانے کے بعد مولوی عبد الکریم صاحب نے حضور سے دریافت کیا کہ کیا حضور کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ شیعہ مذہب رکھتے ہیں۔حضور نے فرمایا۔ان کے ہمارے بزرگوں سے تعلقات چلے آتے ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں۔ میں نے سمجھا کہ یہ بڑے آدمی کہاں کسی کے پاس چل کر آتے ہیں اس لئے میں نے چاہا کہ حق اُن کے گوش گزار کر دوں۔

**(1041) بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ پہلی دفعہ غالباً فروری 1891ء میں مَیں قادیان آیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سادگی نے مجھ پر خاص اثر کیا۔ دسمبر 1892ء میں پہلے جلسہ میں شریک ہوا۔ ایک دفعہ میں نے حضرت صاحب سے علیحدہ بات کرنی چاہی گو بہت تنہائی نہ تھی مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت پریشان پایا۔یعنی آپ کو علیحدگی میں اور خفیہ طور سے بات کرنی پسند نہ تھی۔آپ کی خلوت اور جلوت میں ایک ہی بات ہوتی تھی۔اسی جلسہ 1892ء میں حضرت بعد نماز مغرب میرے مکان پر ہی تشریف لے آتے تھے اور مختلف امور پر تقریر ہوتی رہتی تھی۔احباب وہاں جمع ہو جاتے تھے اور کھانا بھی وہاں ہی کھاتے تھے۔ نماز عشاء تک یہ سلسلہ جاری رہتا تھا۔میں علماء اور بزرگان خاندان کے سامنے دو زانو بیٹھنے کا عادی تھا۔ بسا اوقات گھٹنے دکھنے لگتے۔مگر یہاں مجلس کی حالت نہایت بے تکلفانہ ہوتی۔جس کو جس طرح آرام ہوتا بیٹھتا۔بعض پچھلی طرف لیٹ بھی جاتے مگر سب کے دل میں عظمت و ادب اور محبت ہوتی تھی۔ چونکہ کوئی تکلّف نہ ہوتا تھا اس لئے یہی جی چاہتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تقریر فرماتے رہیں اور ہم میں موجود رہیں۔مگر عشاء کی اذان سے جلسہ برخاست ہو جاتا۔

**(1042) بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا ہے کہ جب سورج گرہن اور چاند گرہن رمضان میں واقع ہوئے تو غالباً 1894ء تھا۔میں قادیان میں سورج گرہن کے دن نماز میں موجود تھا۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے نماز پڑھائی تھی۔ اور نماز میں شریک ہونے والے بے حد رو رہے تھے۔اس رمضان میں یہ حالت تھی کہ صبح دو بجے سے چوک احمدیہ میں چہل پہل ہو جاتی۔اکثر گھروں میں اور بعض مسجد مبارک میں آ موجود ہوتے جہاں تہجد کی نماز ہوتی۔سحری کھائی جاتی اور اول وقت صبح کی نماز ہوتی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تلاوت قرآن شریف ہوتی اور کوئی آٹھ بجے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کو تشریف لے جاتے سب خدام ساتھ ہوتے۔ یہ سلسلہ کوئی گیارہ بارہ بجے ختم ہوتا۔اسکے بعد ظہر کی اذان ہوتی اور ایک بجے سے پہلے نماز ظہر ختم ہو جاتی اور پھر نماز عصر بھی اپنے اول وقت میں پڑھی جاتی۔بس عصر اور مغرب کے درمیان فرصت کا وقت ملتا تھا۔مغرب کے بعد کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر آٹھ ساڑھے آٹھ بجے نماز عشاء ختم ہو جاتی اور ایسا ہُو کا عالم ہوتا کہ گویا کوئی آباد نہیں۔مگر دو بجے سب بیدار ہوتے اور چہل پہل ہو جاتی۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

---

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ اوّل

کی کہ گو یہ تو بچ سکتا ہے مگر ممکن ہے کہ اس کی طرف دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اس مقام تک چلے جائیں اور اپنی کمزوری کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہو جائیں۔ پس ایسے شخص کو لوگوں کیلئے ٹھوکر کا موجب نہ بننا چاہئے۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو گناہ کے مواقع پیدا ہونے کی صورت میں اس سے بچ ہی نہیں سکتے۔ ان کو اس سے قریب بھی نہ جانے دینے کی حکمت تو ظاہر ہی ہے۔ پس خواہ انسان گناہ کے قریب ہو کر بچ سکتا ہو، خواہ نہ بچ سکتا ہو دونوں صورتوں میں اس کو گناہ کے قریب تک بھی نہیں جانا چاہئے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جس مقام کی طرف جانے میں کوئی خاص فائدہ مدنظر ہو اس کی طرف نہ جانا بزدلی کہلا سکتا ہے مگر جس جگہ کی طرف جانا یا نہ جانا کوئی خاص فائدہ نہ رکھتا ہو اس سے الگ رہنا ہرگز بزدلی نہیں کہلا سکتا۔

سَآءَ سَبِيۡلًا ۔ان الفاظ سے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ علاوہ اخلاقی گناہ ہونے کے زنا میں اور بھی بہت سے نقصانات ہیں۔ جو انسان شادی کرتا ہے وہ ضرور احتیاط کر لیتا ہے کہ ایسی لڑکی سے شادی کرے جس کی صحت اچھی ہو۔اسے کوئی متعدی مرض نہ ہو۔ عادات و اخلاق اچھے ہوں۔ اسی طرح لڑکی کے رشتہ دار لڑکے کے متعلق سوچ سمجھ لیتے ہیں۔مگر زنا میں یہ احتیاط نہیں ہو سکتی کیونکہ زنا ہوتا ہی شہوانی جذبات کے جوش میں آ جانے کی صورت میں ہے اور اس وقت انسان کسی قسم کی احتیاط نہیں کر سکتا جس کا نتیجہ کئی قسم کی امراض یا مالی تباہی کی صورت میں نکلتا ہے۔ پس فرمایا شہوانی تقاضوں کے پورا کرنے کا یہ راستہ نہایت خطرناک ہے۔

یہ امر روزانہ تجربہ میں آ رہا ہے کہ گو بیوی سے جو تعلق خاوند پیدا کرتا ہے اسی قسم کا تعلق زانی، زانیہ سے کرتا ہے لیکن باوجود اس کے زنا کے نتیجہ میں جس قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں وہ بیوی کی صورت میں نہیں پیدا ہوتیں یا بہت کم پیدا ہوتی ہیں۔ دنیا میں جس قدر لوگ آتشک یا سوزاک کی مرضوں میں مبتلا ہوتے ہیں ان میں سے کس قدر بیویوں سے اس مرض کو قبول کرتے ہیں؟ شاید سو میں سے ایک بھی نہیں بقیہ ننانوے فی صدی یا اس سے زیادہ حصہ ان مریضوں کا زنا سے مرض کو حاصل کرتا ہے اور جو مرض میاں یا بیوی کو ایک دوسرے سے لگتی ہے وہ بھی درحقیقت کسی پہلے زنا کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ پس سَآءَ سَبِيۡلًا کہہ کر ایک زبردست سچائی کی طرف انسان کو توجہ دلائی ہے جو ہے تو ہر اک کے سامنے لیکن اسکی طرف توجہ بہت کم لوگوں کو ہوتی ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 328، مطبوعہ 2010 قادیان)

......☆......☆......☆......

# حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کینیڈا کے واقفین نو اطفال کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

اگر آپ ایک ذی شعور انسان ہیں اور سمجھ بوجھ رکھتے ہیں تو پھر آپ کو بری چیزوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے جو بالآخر آپ کی زندگی تباہ کر سکتی ہیں، اس دنیا میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی، یہ مت خیال کریں کہ اگر آپ کچھ غلط کر رہے ہیں تو آپکو کوئی نہیں دیکھ رہا، ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر لحظہ دیکھ رہا ہے اور جو بھی ہم کرتے ہیں وہ جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کیلئے اور اسلام کی تعلیمات سے جڑے رہنے کیلئے ہمیں اچھے کام کرنے ہیں جن کا ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے

کوشش کریں کہ آپ اپنے دوست کا چناؤ ایسے طلباء میں سے کریں جن کی فطرت اچھی ہے، پڑھائی میں اچھے ہیں اور اخلاقی طور پر اچھے ہیں

ایک اچھے وقف نو کو پنجوقتہ نماز کی ادائیگی میں، تلاوت قرآن کریم میں باقاعدہ ہونا چاہئے، ایک وقف نو کو اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے
اچھے ٹی وی پروگرام دیکھنے چاہئیں، بُرے نہیں دیکھنے چاہئیں، اپنی پڑھائی میں اچھی کارکردگی دکھائیں، اس کے علاوہ آپ کو میرا خطبہ سننا چاہئے

آنحضرت ﷺ کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کریں جنہوں نے ہمیں اللہ سے محبت کرنا سکھایا، اس لئے آپ کو آنحضرت ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کرنا ہوگا

اپنی نمازوں میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شیطانی حملوں سے جملہ برائیوں سے بچائے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 17/اکتوبر 2021ء کو واقفین نو مجلس اطفال الاحمدیہ کینیڈا کے ساتھ آن لائن ملاقات فرمائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس ملاقات کیلئے اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز میں رونق افروز ہوئے جبکہ 550 واقفین نو اطفال نے انٹرنیشنل سینٹر Mississauga (Ontario) سے آن لائن شرکت کی۔ ملاقات کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا، جس کے بعد واقفین نو اطفال کو حضور انور کی خدمت میں سوالات پیش کرنے کا موقع ملا۔

**ایک طفل نے سوال کیا کہ ایک نئے ہائی سکول کے طالب علم کے طور پر مَیں نے بہت سی برائیاں سکول میں ہوتی دیکھی ہیں۔ ازراہ شفقت ہمیں راہنمائی سے نوازیں کہ ایسی تمام برائیوں سے جو ہائی اسکول میں پائی جاتی ہیں ان سے کیسے بچا جا سکتا ہے۔**

حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں، اب آپ کی عمر تقریباً 15 سال ہے، اور یہ بہت خطرناک عمر ہے۔ کیونکہ جب آپ 15، 16 یا 17 سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو آپ کو خیال ہوتا ہے کہ آپ بالغ ہو گئے ہیں اور اب آپ پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن یہ بات ذہن میں رکھیں کہ آپ ایک احمدی ہیں اور آپ ایک خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ کہ اسلام ایک سچا مذہب ہے اور ہم مانتے ہیں کہ قرآن کریم آخری شرعی کتاب ہے جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی تھی۔ ٹھیک ہے! اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکامات سے ہمیں نوازا ہے کہ یہ اچھی چیزیں ہیں اور یہ بری چیزیں ہیں۔ اس لیے اگر ہمیں پتہ ہے کہ کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے تو پھر اگر آپ ایک ذی شعور انسان ہیں اور سمجھ بوجھ رکھتے ہیں تو پھر آپ کو بری چیزوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے جو بالآخر آپ کی زندگی تباہ کر سکتی ہیں، اس دنیا میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی۔ یہ مت خیال کریں کہ اگر آپ کچھ غلط کر رہے ہیں تو آپ کو کوئی نہیں دیکھ رہا۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر لحہ دیکھ رہا ہے اور جو بھی ہم کرتے ہیں وہ جانتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کیلئے اور اسلام کی تعلیمات سے جڑے رہنے کیلئے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق بھی ہمیں اچھے کام کرنے ہیں جن کا ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے۔ اس طرح آپ اس معاشرے اور اپنے ساتھی طلبہ کی بری عادات سے اجتناب کر سکتے ہیں اور ساتھ ساتھ اگر آپ کو پتہ ہے کہ آپ کے ساتھی طلبہ کچھ غلط کر رہے ہیں تو آپ کو اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بھی کرنا چاہئے۔ یا اس سے نفرت کرنی چاہئے، اگر وہ کچھ برا کر رہے ہیں۔ اور انہیں پتہ ہونا چاہئے کہ آپ اس سے ناپسندیدگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ جب انہیں پتہ لگ جائے گا کہ آپ کو بُری چیزیں پسند نہیں ہیں تو آپ کے سامنے (ایسی حرکتوں سے) اجتناب کریں گے۔ یہ بھی ایک طریقہ ہے جس سے آپ (برائیوں سے) اجتناب کر سکتے ہیں۔ کوشش کریں کہ آپ اپنے دوست کا چناؤ ایسے طلبہ میں سے کریں جن کی فطرت اچھی ہے، پڑھائی میں اچھے ہیں اور اخلاقی طور پر اچھے ہیں۔

**ایک طفل نے سوال کیا کہ حضور انور سے تعلق بنانے کا بہترین طریقہ کون سا ہے کہ حضور کو علم ہو کہ میں کون ہوں؟**

حضور انور نے فرمایا (مجھے یہ تعارف ہونا چاہئے کہ) آپ کون ہیں۔ آپ کو مجھے باقاعدگی سے لکھنا چاہئے۔ اور کسی وقت کوئی اچھا لطیفہ بھی بھجوا دیا کریں یا اچھی تحریر بھی۔ یوں مجھے یاد رہے گا کہ آپ وہ ہو جس نے مجھے یہ لکھا تھا۔ اگر آپ کو پسند ہو تو اپنے خط پر اپنی تصویر بھی بھجوا دیا کرو۔

**ایک طفل نے پوچھا کہ کیا ایم ٹی اے کا کوئی ایسا چینل بھی ہو سکتا ہے جو بچوں کے shows پر مشتمل ہو اور جس میں آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور کی کہانیاں پیش کی جا سکیں۔**

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل بچوں کیلئے ایک slot چل رہی ہے اور story time بھی ہے اور اب انہوں نے ایک نیا پروگرام شروع کیا ہے کہ بچوں کیلئے جس میں میرے خطبہ کی تفصیل آسان زبان میں بیان کی جاتی ہے اور مختلف ذرائع سے بھی پیش کیا جاتا ہے تا کہ چھوٹے بچے بھی سمجھ سکیں۔ توسرِ دست ہمارے پاس بچوں کیلئے کچھ slot ہیں لیکن ایک وقت آئے گا کہ ہمیں بچوں کیلئے ایم ٹی اے کا ایک الگ چینل بنانا پڑے گا۔ مگر اس وقت نہیں۔ بعد میں ہم دیکھ لیں گے۔ مگر کیا آپ children slot دیکھتے ہیں، story time اور دیگر بچوں کے پروگرام اور خطبہ کا خلاصہ جو بچوں کیلئے پیش کیا جاتا ہے؟ یہ بھی بہت اچھے پروگرام ہیں آپ کو یہ پروگرام بھی دیکھنے چاہئیں۔

**ایک اور طفل نے سوال کیا کہ بہترین وقفِ نو بننے کیلئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟**

حضور انور نے فرمایا کہ ایک اچھے وقفِ نو کو پنجوقتہ نماز کی ادائیگی میں باقاعدہ ہونا چاہئے۔ اس کو تلاوت قرآن کریم میں باقاعدہ ہونا چاہئے۔ ایک رکوع (حصہ) روزانہ تلاوت کرنی چاہئے اور اگر ممکن ہو تو قرآن کریم کا متن سمجھنے کی کوشش کرے یا اس حصہ کا ترجمہ پڑھے جس کی تلاوت کر رہا ہے۔ ایک وقفِ نَو کو اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اس کو بڑوں کی عزت کرنی چاہئے۔ اپنے چھوٹوں کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرنا چاہئے۔ ان کو ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہئے۔ اور اچھے ٹی وی پروگرام دیکھنے چاہئیں، برے نہیں دیکھنے چاہئیں اور اپنی پڑھائی میں اچھی کارکردگی دکھائیں اور خوب محنت کریں تا کہ آپ کے اچھے گریڈز آئیں۔ یہ چند خوبیاں ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کو میرا خطبہ سننا چاہئے۔

**ایک طفل نے سوال کیا کہ وہ اپنے دل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بھلائی کیسے پیدا کر سکتا ہے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دوسروں کیلئے وہی ہمدردی کے جذبات پیدا کریں جو اپنے بہن بھائیوں کیلئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ جو بھی عمل کرتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتا تھا۔ آپ کے دل میں اللہ کی محبت موجزن تھی۔ اس لیے اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کریں، اور جب آپ یہ محبت پیدا کر لیں گے تو آپ کے دل میں اللہ کی مخلوق کی محبت بھی پیدا ہو جائے گی۔ آنحضرت ﷺ کی محبت بھی اپنے دلوں میں پیدا کریں جنہوں نے ہمیں اللہ سے محبت کرنا سکھایا۔ اس لیے آپ کو آنحضرت ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ یوں آپ کے دل میں آنحضرت ﷺ کی محبت پیدا ہو جائے گی اور نتیجۃً آپ کے دل میں بنی نوع انسان اور اپنے ساتھیوں کی محبت پیدا ہو جائے گی۔

**ایک اور طفل نے پوچھا کہ ذہن میں جو برے خیالات پیدا ہوتے ہیں ان کو دور کرنے کیلئے ہمیں کیا کرنا چاہئے؟**

حضور انور نے فرمایا کہ استغفار پڑھیں اور اس کا ترجمہ سمجھ کر پڑھیں۔ اللہ کی مدد چاہیں اور اپنی نمازوں میں اس سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شیطانی حملوں سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ مدد بھی چاہیں کہ وہ آپ کو جملہ برائیوں سے بچائے، اچھی چیزیں پڑھیں، اچھی کتابیں پڑھیں، جب بھی کوئی بری چیز ذہن میں آئے۔ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہنا بھی آپ کیلئے بہت اچھا ہے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 2/نومبر 2021)

**NISHA LEATHER**

Specialist in :

**Leather Belts, Ladies & Gents Bag**

**Jackets, Wallets, etc**

**WHOLE SALE & RETAILER**

19-A, Jawaharlal Nehru Road, Kolkatta - 700087

(Beside Austin Car Showroom)

Contact No : 2249-7133

طالب دعا: افراد خاندان مکرم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم، جماعت احمدیہ کلکتہ (بنگال)

بقیہ حضور انور کے بصیرت افروز جوابات از صفحہ 2

گی۔یعنی شرم وحیا سے معمور، نیک، پاکباز،خوبصورت اورخوب سیرت ہوں گی۔

لفظ ’’زوج‘‘ کے معانی جوڑے کے ہوتے ہیں۔اس سے صرف مرد یا خاوند مراد لینا درست نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب نیک و پاک ساتھی اور جوڑا ہے۔اس اعتبار سے ان آیات کا مطلب ہوگا کہ ہم جنت میں نیک عورتوں کو پاک مردوں اور نیک مردوں کو پاک عورتوں کا ساتھی بنادیں گے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت وَ لَهُمۡ فِيۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وَ لَهُمۡ فِيۡهَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ۔انہیں وہاں پاک ساتھی یا پاک بیویاں یا پاک خاوند ملیں گے۔پاک ساتھی کے معنوں کی صورت میں تو کسی کیلئے اعتراض کرنے کی گنجائش ہی نہیں کیونکہ اِس صورت میں اِسکے یہ معنی ہوں گے کہ جنت میں جس طرح غذا ایک دوسرے کی مد ہوگی اس طرح اِس کے سب مکین ایک دوسرے کی رُوحانی ترقی میں مدد کرنے والے ہونگے گویا اندرونی اور بیرونی ہر طرح کا امن اور تعاون حاصل ہوگا۔

اور اگر خاوند یا بیوی کے معنی کیے جائیں کیونکہ ازواج مرد اور عورت دونوں کیلئے بولا جاتا ہے عورت کا زوج اس کا خاوند ہے اور مرد کا زوج اس کی بیوی تو اس صورت میں اسکے ایک معنی یہ ہوں گے کہ ہر جنتی کے پاس اسکا وہ جوڑا رکھا جائے گا جو نیک ہوگا۔اس صورت میں بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں پڑسکتا بلکہ یہ تو تحریک ہے کہ مرد کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنی بیوی کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہئے اور عورت کو اپنی نیکی کے ساتھ اپنے خاوند کی نیکی کا بھی خیال رکھنا چاہئے کیونکہ اگر وہ دنیوی زندگی کی طرح اگلے جہان میں بھی اکٹھا رہنا چاہتے ہیں تو چاہئے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو بھی نیک بنانے کی کوشش کرے تا ایسا نہ ہو کہ میاں جنت میں ہو اور بیوی دوزخ میں ہو یا بیوی جنت میں اور میاں دوزخ میں ہو۔ان معنوں کے رُو سے یہ روحانی پاکیزگی کی ایک اعلیٰ تعلیم ہے جس پر اعتراض کرنے کی بجائے اس کی خوبی کی داد دینی چاہئے۔

باقی رہا یہ کہ اِسکے معنے یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ ہر شخص کو ایک پاک جوڑا دیا جائے گا تو ان معنوں کے رو سے بھی کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اگر یہی معنی ہوں کہ ہر مرد کو ایک پاک بیوی دی جائے گی اور ہر عورت کو ایک پاک مرد دیا جائے گا تو اس پر کیا اعتراض ہے؟ اعتراض تو اسی صورت میں ہوسکتا ہے جب کسی ناپاک فعل کی طرف اشارہ کیا جائے جب قرآن شریف پاک کا لفظ استعمال کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ جنت میں وہی کچھ ہوگا جو جنت کے لحاظ سے پاک ہے پھر اِس پر اعتراض کیسا۔

(تفسیر کبیر، جلد اوّل، صفحہ 252، 253)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سورۃ الدخان کی آیت وَ زَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم ان کی ازواج کو حور بنادیں گے اور انہیں ازدواجی رشتہ میں باندھیں گے۔

پھر اس سے اگلی آیت میں فرمایا کہ ہم ان کے ساتھ جنت میں ان کی اولاد کو بھی جمع کردیں گے۔اس جگہ بیوی کا ذکر اس لئے چھوڑ دیا کہ زَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ پہلی آیت میں آچکا ہے۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے ایک بڑھیا سے کہا کہ جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی تو اس نے رونا شروع کردیا کہ یارسول اللہ میں کہاں مروں کھپوں گی؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ تو نہیں کہا کہ تم نہیں جاؤ گی۔ میں نے یہ کہا ہے کہ جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی۔تم جوان ہونے کی حیثیت میں وہاں جاؤ گی۔تو جب بوڑھی وہاں جوان ہونے کی حیثیت میں جائے گی تو بدصورت وہاں خوبصورت حیثیت میں جائے گی۔ جو لنگڑی لولی یہاں سے گئی ہے وہاں صحت مند اعضا، بھرپور نشوونما کے ساتھ جائے گی۔تو زَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ کہ ان کے ساتھ ازدواجی رشتہ میں باندھا جائے گا بڑھیا سے نہیں، جس حالت میں اس نے اس دنیا میں اپنی بیوی چھوڑی بلکہ حُوۡرٍ عِيۡنٍ کے ساتھ جو جوان بھی ہوگی، خوبصورت بھی ہوگی، نیک بھی ہوگی۔ بہرحال یہاں حور کا لفظ زوج کی حیثیت سے آیا ہے۔

(ملخص از خطبہ جمعہ مورخہ 19/فروری 1982، خطبات ناصر، جلد نہم، صفحہ 386، 387)

پس مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے کہ حوروں سے مراد نیک اور پاک جوڑے ہیں جو جنت میں مومن مردوں اور مومن عورتوں کے ساتھ ازدواجی رشتہ میں بندھے ہوں گے اور انہیں بطور انعام ملیں گے۔ان جوڑوں کی کیفیت کیا ہوگی؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔انسان کو اس کا علم اسی وقت ہوگا جب وہ جنت میں جائے گا۔

مذکورہ بالا تشریح سے آپ کے دوسرے سوال کا بھی جواب مل جاتا ہے کہ کیا عورت صرف مرد کیلئے پیدا کی گئی ہے؟ کیونکہ اسلام کے نزدیک مرد و عورت دونوں ایک دوسرے کیلئے پیدا کیے گئے ہیں۔اور عقلمند میاں بیوی اس حقیقت کو سمجھ کر اس دنیا کو بھی اپنے لیے جنت بنالیتے ہیں اور جنت میں بھی ایک دوسرے کی روحانی ترقی میں مدومعاون ثابت ہوں گے۔

**سوال** **امریکہ سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوایا کہ امانتاً دفن کیے گئے شخص کی میت کو جب بہشتی مقبرہ منتقل کیا جاتا ہے تو اسکی دوبارہ نماز جنازہ کیوں پڑھی جاتی ہے، جبکہ اسے فوت ہوئے کئی سال کا عرصہ گزر چکا ہوتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 12/اپریل 2022ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔حضور انور نے فرمایا:**

**جواب** نماز جنازہ ایک دعا ہے جو مرحوم کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کیلئے پڑھی جاتی ہے۔اور جنت میں تو لامتناہی مقامات ہیں۔اسی لیے نماز جنازہ کے بعد بھی لوگ مرحومین کیلئے دعائیں کرتے رہتے ہیں اور جب ان کی قبروں پر جاتے ہیں تو وہاں بھی ان مرحومین کی بلندیٔ درجات کیلئے دعا کرتے ہیں اور یہ سارے امور آنحضور ﷺ کی سنت سے ثابت ہوتے ہیں۔چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ ایک شخص جو مسجد کی صفائی ستھرائی کا کام کیا کرتا تھا ایک رات فوت ہوگیا اور لوگوں نے اسے دفن کردیا۔اگلے دن حضور ﷺ نے اس شخص کی بابت دریافت کیا تو آپؐ کو بتایا گیا کہ وہ فوت ہوگیا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے مجھے اطلاع کیوں نہیں کی۔پھر حضور اس شخص کی قبر پر تشریف لے گئے اور وہاں اس کی نماز جنازہ ادا کی۔(صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ) اسی طرح حضرت عقبہ بن عامرؓ کی روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور شہدائے اُحد کیلئے اس طرح دعا کی جس طرح میت کیلئے دعا کی جاتی ہے۔(صحیح بخاری، کتاب الجنائز)

باقی کسی امانتاً دفن ہونے والے شخص کی میت کی منتقلی پر دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر پڑھ لیا جائے تو اس میں کوئی ہرج کی بات بھی نہیں۔چنانچہ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی وفات پر انہیں 11/اکتوبر 1905ء کو امانتاً دفن کیا گیا تھا، کیونکہ حضور علیہ السلام کی منشا تھی کہ بہشتی مقبرہ کے قیام پر ان کی میت کو بہشتی مقبرہ منتقل کیا جائے۔لہٰذا 26/دسمبر 1905ء کو حضرت مولوی صاحب کی میت کو بہشتی مقبرہ منتقل کرتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی دوبارہ نماز جنازہ ادا کی۔ (الحکم نمبر 36، جلد 9، مورخہ 17/اکتوبر 1905ء صفحہ 1، اور الحکم نمبر 1، جلد 10، مورخہ 10/جنوری 1906ء صفحہ 6)

پس یہی ہمارا طریق ہے کہ میت کی منتقلی پر بعض اوقات ہم دوبارہ نماز جنازہ پڑھ لیتے ہیں اور بعض اوقات نئی قبر تیار ہونے پر صرف دعا کرلی جاتی ہے۔دونوں طریق ہی درست ہیں۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ روزنامہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 6/مئی 2023ء)

## اہم اعلان :: احمدی طلباء متوجہ ہوں

جامعہ احمدیہ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کردہ وہ مقدس ادارہ ہے جہاں سے اب تک سینکڑوں علماء اور مبلغین کرام فارغ التحصیل ہوکر اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دُنیا کے کونوں تک پہنچانے کا فریضہ ادا کررہے ہیں۔سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی کئی مواقع پر احمدی طلباء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ اس مقدس دینی ادارہ سے تعلیم حاصل کرکے سلسلہ کی خدمت کی طرف توجہ دلائی ہے۔لہٰذا سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ واقفین نو اور غیر واقفین نو طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیکر دینی تعلیم حاصل کرکے سلسلہ کی خدمت کیلئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے۔لہٰذا وہ طلباء جو جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینا چاہتے ہیں وہ شعبہ وقف نو بھارت (نظارت تعلیم) سے رابطہ کریں اور جلد سے جلد داخلہ فارم برائے جامعہ احمدیہ پُر کرکے مورخہ 30/جون تک دفتر وقف نو بھارت (نظارت تعلیم) میں بھجوائیں۔

داخلہ کیلئے درج ذیل شرائط ہیں:

(1) میٹرک پاس طالب علم کیلئے عمر کی حد 17 سال اور 2+ پاس طالب علم کیلئے 19 سال ہے۔عمر کی حد میں حفاظ کرام کو استثنائی طور پر رعایت دی جاسکتی ہے۔

(2) جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے نیشنل کیریئر پلاننگ کمیٹی وقف نو بھارت طلباء کا انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ لے گی اور جامعہ احمدیہ کیلئے Select کریگی۔تحریری ٹیسٹ میں قرآن مجید، اسلام، احمدیت، دینی معلومات، اُردو، انگریزی اور جنرل نالج سے متعلق سوالات ہونگے۔

(3) تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیاب ہونے والے طلباء کا نور ہسپتال قادیان سے میڈیکل ٹیسٹ ہوگا۔تحریری ٹیسٹ، انٹرویو اور میڈیکل ٹیسٹ میں پاس ہونے والے طلباء کو سیدنا حضور انور کی منظوری سے جامعہ احمدیہ میں داخلہ دیا جائے گا۔

(4) گریجویشن پاس طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کی ترجیح دی جائے گی۔

داخلہ فارم بذریعہ Mail منگوانے کیلئے ایڈریس:

waqfenau@qadian.in

WAQF-E-NAU DEPARTMENT (NAZARAT TALEEM)

Darul Balaqh, CIVIL LINE , QADIAN

DISTRICT: GURDASPUR, PUNJAB (INDIA)PIN:143516

CONTACT: 01872-500975, 9988991775

(صدر نیشنل کیریئر پلاننگ کمیٹی وقف نو بھارت)


## شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

# نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 8/مارچ 2023ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

## نماز جنازہ حاضر

**☆مکرم عدنان احمد ججہ صاحب ابن مکرم چودھری اعجاز اللہ ججہ صاحب (حلقہ بیت الفتوح، یو.کے)**

19/فروری 2023ء کو 38 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نماز اور روزہ کے پابند، بہت دیندار، ملنسار اور خلافت کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک نوجوان تھے۔ مرحوم خدام الاحمدیہ میں ڈیوٹیوں کیلئے ہر وقت تیار رہتے اور جلسہ سالانہ پر لنگر خانہ میں بھی ڈیوٹی دیتے تھے۔ بہت محنت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیتے تھے۔ پسماندگان میں والدین، اہلیہ اور تین بیٹے شامل ہیں۔

## نماز جنازہ غائب

**(1) مکرمہ شوکت تنویر صاحبہ**
**(دار الفتوح شرقی ربوہ، حال کیلگری، کینیڈا)**

15/جنوری 2023ء کو 77 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت صوفی مولا بخش صاحب لاہوری رضی اللہ عنہ کی نواسی اور حضرت بابو عبد الرحمٰن صاحب انبالوی رضی اللہ عنہ (سابق امیر جماعت انبالہ شہر) کی پوتی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، بشاشت قلبی کے ساتھ مالی قربانی میں حصہ لینے والی ایک مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

**(2) مکرم قریشی غلام احمد طاہر صاحب**
**ابن مکرم قریشی مبارک احمد صاحب (ربوہ)**

16/جنوری 2023ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کے والد مکرم قریشی مبارک احمد صاحب کی اقصیٰ روڈ بازار میں مٹھائی کی دکان تھی جہاں متعدد واقفین زندگی اور جماعت کے اکثر اکابر بزرگان کی بیٹھک رہتی تھی۔ کبھی نماز باجماعت میں تساہل نہیں کیا۔ خلافت سے بے انتہا پیار تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ وقف جدید کی ڈسپنسری میں خدمت کی توفیق بھی ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ آپ کے چھوٹے بیٹے مکرم رفیق احمد ناصر صاحب بطور مربی سلسلہ ریسرچ سیل میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

**(3) مکرم غلام محمد غازی صاحب ابن مکرم غازی محمد خان صاحب (معلم وقف جدید ربوہ)**

15/جنوری 2023ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 1966ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دور خلافت میں بیعت کی۔ آپ کو 25 سال سے زائد عرصہ بحیثیت معلم سلسلہ خدمت کی توفیق ملی۔ محلہ نصیر آباد حلقہ سلطان ربوہ کے صدر اور سیکرٹری امور عامہ بھی رہے۔ باجماعت پنجوقتہ نماز، نماز تہجد کا اہتمام، باقاعدہ تلاوت قرآن کریم اور خلافت سے محبت ان کا خاصہ تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

**(4) مکرم سلطان احمد صاحب**
**ابن مکرم ناصر احمد صاحب (ربوہ)**

19/ستمبر 2022ء کو 44 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے ضلع شیخوپورہ اور ربوہ میں قائد خدام الاحمدیہ کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ میں نوبل سٹیشنری کے نام سے دکان چلا رہے تھے۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، منکسر المزاج، غریب پرور، ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والے ایک ہمدرد، نیک اور مخلص انسان تھے۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم 1/5 حصہ کے موصی تھے۔ پسماندگان میں والدہ کے علاوہ دو بیویاں اور چار بچے شامل ہیں۔

**(5) مکرم الطاف اللہ خان صاحب**
**(سعد اللہ پور، گجرات)**

19/دسمبر 2022ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا مکرم چودھری اللہ داد صاحب نے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کے ذریعہ احمدیت قبول کی۔ مرحوم کچھ عرصہ جرمنی میں رہنے کے بعد اپنے آبائی گاؤں سعد اللہ پور چلے گئے اور وہاں کاروبار کرتے رہے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ من ہائم (جرمنی) میں سیکرٹری تبلیغ رہے۔ جرمنی میں اجتماعات پر نظمیں پڑھنے کا بھی موقع ملتا رہا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیویوں کے علاوہ چار بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

**(6) مکرم مرزا شریف احمد صاحب**
**ابن مکرم احمد دین صاحب (ربوہ)**

15/جنوری 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، خلافت کے ساتھ گہرا مضبوط تعلق رکھنے والے ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ کافی عرصہ صدر جماعت جیکب آباد (سندھ) کے طور پر خدمت کی توفیق پائی اور جماعت کے سنٹر کیلئے اپنی ذاتی جگہ بھی پیش کی۔ جماعتی مہمانوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

**(7) مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم نسیم احمد صاحب مرحوم (فیض آباد، یوپی، انڈیا)**

2/اور 3/فروری 2023ء کی درمیانی رات کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم صلوٰۃ کی پابند ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ قادیان سے آنے والے نمائندگان کی بڑے اخلاص سے خاطر تواضع کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا اور بہت سے نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں شامل ہیں۔

**(8) مکرمہ صالحہ پرویز صاحبہ**
**اہلیہ مکرم ملک پرویز احمد صاحب (لاہور)**

20/دسمبر 2021ء کو 69 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ پانچ سال سے کینسر اور دل کے عارضہ کی وجہ سے بیمار تھیں۔ بیماری سے پہلے مقامی سطح پر سیکرٹری ناصرات کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

**(9) مکرم ندیم احمد ظفر صاحب (جرمنی)**

29/جنوری 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے سپین کے علاوہ جرمنی کی جماعت کاسل میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، ایک ہمدرد، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدہ اور اہلیہ کے علاوہ چار بچے شامل ہیں۔ آپ مکرم وسیم احمد ظفر ثانی صاحب (ریجنل مشنری ٹوگو افریقہ) کے بڑے بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

## ضروری اعلان

### نور ہسپتال قادیان میں ایک ایکسرے (X-Ray) ٹیکنیشین کی ضرورت ہے

**شرائط:**

(1) امیدوار کی عمر 37 سال سے زائد نہ ہو (2) اُمیدوار نے کسی سرکاری یا رجسٹرڈ ادارہ سے ایکس رے ٹیکنیشن کا کورس کیا ہو اور ایسے کورس کو Paramedical Council of Punjab مانتا ہو (3) ڈاکٹری ہدایات پڑھنے کیلئے انگریزی اچھی پڑھنا جانتا ہو (4) تجربہ رکھنے والے کو ترجیح دی جائے گی (5) ہفت روزہ اخبار بدر میں شائع آخری اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا (6) خواہشمند اُمیدوار اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر اپنے ضلع امیر/مقامی امیر/صدر جماعت/مبلغ انچارج کے تصدیقی دستخط مع مہر کے ساتھ ارسال کر سکتے ہیں (7) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کا اہل ہوگا جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوگا (8) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا (9) سفر خرچ قادیان آمد و رفت اور میڈیکل کے تمام اخراجات امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے (10) مذکورہ اسامی کیلئے کوئف فارم نظارت دیوان سے حاصل کر سکتے ہیں (11) اُمیدوار جب انٹرویو کیلئے تشریف لائیں تو اپنی اصل تعلیمی سندات اپنے ہمراہ ضرور لائیں۔

**نوٹ:۔ تحریری امتحان وانٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔**

مزید معلومات کیلئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ-143516

موبائل: 09682587713 / 09646351280 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA, TIFFIN, MEALS, CHICKEN-BIRYANI, FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

Alam Associates
Architect & Engineers
+91 9032667993
alamassociates18@gmail.com
# 22-7-269/1/2/B, Dewan Devdi, Hyderabad - 500002. (T.S.)
Mobile : 8978952048
NEW Lords SHOE CO.
lordsshoe.co@gmail.com
(WHOLESALE & RETAIL)
DEALERS IN : CHINA, DELHI & JALANDHAR LADIES AND GENTS SLIPPERS
# 16-10-27/105/B2, Malakpet, Hyderabad - 500 036. Telangana.

# مالی قربانی کرنے والوں کو اپنی روحانی حالتوں کی طرف بھی نظر رکھنے کی بہت ضرورت ہے تبھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے حقیقی وارث ٹھہریں گے

## خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 4 / نومبر 2022 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: مالی قربانی کرنے والوں کو کس بات کو مدنظر رکھنے کی ضرورت ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مالی قربانی کرنے والوں کو اپنی روحانی حالتوں کی طرف بھی نظر رکھنے کی بہت ضرورت ہے تبھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں کے حقیقی وارث ٹھہریں گے۔

سوال: تحریک جدید کے کون سے سال کا آغاز ہوا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تحریک جدید کے اٹھاسیویں 88 سال کے کامیاب اور بابرکت اختتام اور نواسیویں 89 سال کا آغاز ہوا۔

سوال: اس سال تحریک جدید کی وصولی اور اضافہ کے متعلق حضور انور کے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ کے فضل سے تحریک جدید کے مالی نظام میں جماعت کو 16.4 ملین پاؤنڈز کی مالی قربانی کی توفیق ملی جو پچھلے سال سے گیارہ لاکھ پاؤنڈز زیادہ ہے۔

سوال: دین کی خاطر جو مال خرچ کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کس طرح نوازتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا کہ دین کی خاطر تم جو قربانیاں کرتے ہو، اپنا مال خرچ کرتے ہو، اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی انعامات سے نوازتا ہے، اللہ تعالیٰ قرض نہیں رکھتا۔

سوال: ہر نبی نے اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے کیا کیا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر نبی نے اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے مال کی تحریک کی۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کس طرح نوازتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (البقرہ: 262) یعنی ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایسے بیج کی طرح ہے جو سات بالیں اگاتا ہے۔ ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے (اس سے بھی) بڑھا کر دیتا ہے اور اللہ وسعت عطا کرنے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

سوال: حضرت خلیفہ اولؓ نے رابعہ بصریؒ کے توکل کی بابت کون سا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت رابعہ بصریؒ کا ایک واقعہ بیان ہوا ہے۔ کیا توکّل تھا ان کا! ایک دفعہ گھر میں بیٹھی ہوئی تھیں کہ بیس مہمان آگئے اور گھر میں صرف دو روٹیاں تھیں۔ انہوں نے ملازمہ کو کہا کہ یہ دو روٹیاں بھی جا کر کسی غریب کو دے آؤ۔ ملازمہ بڑی پریشان ہوئی تھوڑی دیر کے بعد باہر سے آواز آئی اور ایک عورت آئی۔ کسی امیر عورت نے اسے بھیجا تھا۔ وہ اٹھارہ روٹیاں لے کر آئی تھی۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے اسے واپس کر دیں کہ یہ میری نہیں ہیں۔ اس ملازمہ نے پھر کہا کہ آپ رکھ لیں۔ حضرت رابعہ بصری نے کہا کہ نہیں۔ یہ میری نہیں ہیں۔ اس ملازمہ نے پھر کہا کہ رکھ لیں۔ بہرحال تھوڑی دیر بعد ہمسائی جو امیر عورت تھی اس نے اپنی ملازمہ کو آواز دی کہ تم کہاں چلی گئی ہو۔ رابعہ بصری کے ہاں تو بیس روٹیاں لے کر جانی تھیں۔ یہ ان کی نہیں ہیں، یہ تو میں نے کسی اَور کو بھیجی تھیں۔ رابعہ بصری کہتی ہیں کہ میں نے جو دو روٹیاں بھیجی تھیں تو اللہ تعالیٰ سے سودا کیا تھا کہ وہ دس گنا کر کے مجھے بھیج دے گا۔ تو دو کے بدلے میں بیس آنی چاہیے تھیں۔

سوال: حضور انور نے تنزانیہ کے عبداللہ صاحب کی مالی قربانی کا کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: تنزانیہ کے شمال مغرب میں واقع گیٹا (Geita) ریجن کی ایک جماعت ہے۔ وہاں کے معلم نے لکھا کہ عبداللہ صاحب ایک خادم ہیں۔ چند ماہ قبل انہوں نے بیعت کی تھی۔ ایک دن انہوں نے خطبہ جمعہ میں چندہ تحریکِ جدید کے بارے میں سنا۔ انہیں علم ہوا کہ یہ چندہ کی وصولی کا آخری مہینہ ہے اور ہر احمدی کو جو کچھ بھی توفیق رکھتا ہے اس کو برکت کی خاطر اس میں شامل ہونا چاہیے۔ عبداللہ صاحب کے پاس کوئی رقم نہیں تھی۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ اگلے دن شام تک وہ ضرور کچھ نہ کچھ رقم چندہ تحریکِ جدید میں ادا کر دیں گے۔ اگلے دن وہ کام کی تلاش میں نکلے۔ ایک شخص کو زمین کی کاشت کرنے کیلئے آدمی کی ضرورت تھی اور عبداللہ صاحب کو انہوں نے کام دے دیا اور انہوں نے سارا دن بڑی محنت سے جو بھی کام ذمہ لگایا تھا وہ شاید عام حالات میں دو دن میں مکمل کرتے لیکن انہوں نے شام تک مکمل کر لیا اور جو رقم ملی وہ لے کر چندہ تحریکِ جدید ادا کرنے کیلئے پہنچ گئے۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جرمنی کی خاتون کی مالی قربانی کا کیا ذکر کیا؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جرمنی سے مبلغ فرہاد صاحب لکھتے ہیں کہ ویزبادن (Wiesbaden) کی ایک خاتون کو نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔ آمد بھی رک گئی۔ خاوند کو بلانا تھا، سپانسر نہیں کر سکتی تھیں۔ پریشانی کا اظہار اپنے بھائی سے کیا تو اس نے کہا کہ اچھا اب یہی علاج ہے کہ دعا کرو اور چندہ دو۔ مالی قربانی کرو۔ انہوں نے اپنا زیور بیچ کے چندہ ادا کر دیا۔ چار دن کے بعد کام والوں کا پیغام آ گیا کہ آپ کو مستقل کام دیا جاتا ہے اور تنخواہ بھی دو ہزار یورو ہوگی جس سے وہ اپنے خاوند کو سپانسر بھی کر سکتی تھیں۔

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انڈیا کے ایک شخص کی مالی قربانی کا کیا ذکر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: انڈیا سے وکیل المال صاحب کہتے ہیں کہ یہاں ایک صاحب ہیں، جو تحریکِ جدید کی مالی قربانی میں بڑے پیش پیش ہیں۔ انہیں بجٹ میں اضافہ کی تحریک کی تو کہنے لگے کتنا اضافہ کروں؟ ان سے کہا کہ اپنے وسائل کے مطابق جو آپ کر سکتے ہیں کر دیں لیکن ان کا مبلغ کو یا مرکزی نمائندے کو اصرار تھا کہ آپ بتائیں تو نمائندے نے کہہ دیا کہ اچھا دس لاکھ روپے کا اضافہ کر دیں۔ وہ پہلے پانچ لاکھ روپے دے چکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اضافہ کر دیا اور ادائیگی بھی کر دی۔ کہتے ہیں کہ میرا ایک مکان تھا جس کی رجسٹری نہیں ہو رہی تھی اور بڑا بھاری نقصان پہنچنے کا خیال تھا لیکن اضافہ کرنے کے چند دن بعد ہی التوا میں پڑا ہوا یہ کام بھی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے نقصان پورا کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نہ امیروں سے ادھار رکھتا ہے نہ غریبوں سے۔

سوال: حضور انور نے کینیڈا کی ایک لجنہ کی مالی قربانی کا کیا ذکر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: کینیڈا سے ایک لجنہ بیان کرتی ہیں کہ انہیں مالی تنگی کا سامنا تھا۔ بڑی پریشان تھی کہ اپنا وعدہ کس طرح پورا کروں گی۔ بڑی فکر بھی تھی، دعا بھی کر رہی تھی۔ پھر کیا ہوا، کہتی ہیں ایک رات میری بیٹی اپنا برتھ سرٹیفکیٹ ڈھونڈ رہی تھی کہ ایک پرانا پرس اس کو مل گیا۔ کہتی ہیں آٹھ سال پہلے امریکہ گئے تھے تو میں نے امریکہ جانے سے کچھ عرصہ پہلے وہاں خرچ کیلئے کوئی رقم رکھی ہوئی تھی اس میں سے کچھ بچ گئی تھی وہ میں نے وہاں ڈال کے رکھ دی تھی اور مجھے بھول گیا تھا اور جو رقم نکالی تو وہ عین اتنی رقم تھی جتنا چندہ ادا کرنا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ اس طرح بھی مدد فرماتا ہے۔

سوال: مجموعی وصولی کے لحاظ سے افریقن دس جماعتیں کون کون سی ہیں؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: افریقن جماعتوں میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے نمایاں جماعتیں گھانا ہے، پھر نمبر دو پہ ماریشس ہے، نائیجیریا، برکینا فاسو، تنزانیہ، گیمبیا، لائبیریا، یوگنڈا، سیرالیون اور بینن۔

سوال: فی کس ادائیگی کے اعتبار سے پہلی تین جماعتیں کون کون سی ہیں؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: فی کس ادائیگی کے اعتبار سے جماعتوں میں پہلے نمبر پر امریکہ ہے، پھر برطانیہ، پھر آسٹریلیا۔

سوال: قربانی کے لحاظ سے انڈیا کی پہلی دس جماعتیں کون کون سی ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قربانی کے لحاظ سے انڈیا کی پہلی دس جماعتیں ہیں: نمبر ایک پہ کوئمبٹور تامل ناڈو، پھر قادیان، پھر حیدر آباد، کرولائی، پتھہ پریم، پھر کالی کٹ، بنگلور، میلا پالم، کولکاتہ، کیرنگ۔

......☆......☆......☆......

> قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے تمام اوامر و نواہی کو سامنے رکھیں اور اس تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں،
> اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں، تبھی ہم روحانی اور جسمانی شفا پانے والے بھی ہوں گے اور قرآن کریم ہمارے لئے رحمت کا باعث بھی ہوگا
>
> جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے
> جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا
> نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

## خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 21 / اکتوبر 2005 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ کے شروع میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 122 اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ۔ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۔ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ کی تلاوت فرمائی۔

سوال: فجر کے وقت تلاوت کرنے کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فجر کے وقت کی تلاوت کی اہمیت بیان فرمائی ہے کہ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اور قرآن اور فجر کی تلاوت کو اہمیت دو۔ نیز فرمایا اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا کہ یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اسکی گواہی دی جاتی ہے۔

سوال: قرآن کریم کی تلاوت کس طرح کرنی چاہئے؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تلاوت کرنے کی بھی ہر ایک کی اپنی استعداد ہوتی ہے اور انداز ہوتا ہے۔ کوئی واضح الفاظ کے ساتھ زیادہ جلدی بھی پڑھ سکتا ہے۔ کچھ زیادہ آرام سے پڑھتے ہیں لیکن ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ تلاوت سمجھ کر کرو۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا کہ قرآن کو خوب نکھار کر پڑھا کرو۔

سوال: قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے کن باتوں کو

مدنظر رکھنا چاہئے؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے تمام اوامر ونواہی کو سامنے رکھیں اور اس تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔تبھی ہم روحانی اور جسمانی شفا پانے والے بھی ہوں گے اور قرآن کریم ہمارے لئے رحمت کا باعث بھی ہوگا۔

**سوال** جو قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے وہ کس طرح کے ہوتے ہیں؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا جو قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے وہ ظالم ہیں اور ان کیلئے سوائے گھاٹے کے اور کچھ ہے ہی نہیں، جیسا کہ قرآن شریف نے فرمایا ان کی تو آنکھ ہی اندھی ہے ان کو تو قرآن کریم کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

**سوال** قرآن کریم کی تلاوت کرنا کیوں ضروری ہے؟

**جواب** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: قرآن شریف پر تدبر کرو۔ اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بہ تازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اس کی تعلیم اس زمانے کے حسب حال ہوتو ہو لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے۔ اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے۔ اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو۔ اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔

**سوال** رسول کریم ﷺ نے قرآن مجید کو پڑھنے کی کیا اہمیت بیان فرمائی ہے؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو اس کے پڑھنے کی وجہ سے ایک نیکی ملے گی اور اس ایک نیکی سے دس اور نیکیاں ملیں گیا۔ پھر فرمایا: مَیں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔

**سوال** جو شخص دن میں پچاس آیات قرآن مجید کی پڑھے تو وہ کیسا ہوگا؟

**جواب** حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے دن میں پچاس آیات قرآن کی تلاوت کی وہ غافل لوگوں میں شمار نہ کیا جائے گا۔

**سوال** جو شخص رات میں پچاس آیات قرآن مجید کی پڑھے تو وہ کن لوگوں میں شمار ہوگا؟

**جواب** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جس نے ایک رات میں پچاس آیات قرآن کی تلاوت کی وہ حفاظ قرآن میں شمار ہوگا۔

**سوال** حفاظ قرآن کے درجات کے بارے میں کیا بیان ہوا ہے؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حافظ قرآن کو جنت میں داخل ہوتے وقت کہا جائے گا کہ تم قرآن پڑھتے جاؤ اور بلندی کی طرف چڑھتے جاؤ۔ پس وہ قرآن کریم پڑھتا جائے گا اور بلندی کی منازل طے کرتا جائے گا۔ کیونکہ ہر ایک آیت کے بدلے اس کیلئے ایک درجہ ہوگا۔ یہاں تک کہ آخری آیت کے پڑھنے تک جو اسے یاد ہوگی وہ بلندی کی طرف چڑھتا جائے گا۔

**سوال** جس گھر میں قرآن کریم کی کثرت کے ساتھ تلاوت ہوتی ہے اس گھر میں کیا ہوتا ہے؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں کثرت سے تلاوت قرآن کریم کیا کرو۔ یقیناً وہ گھر جس میں قرآن نہ پڑھا جاتا ہو وہاں خیر کم ہوجاتی ہے۔ اور وہاں شر زیادہ ہوجاتا ہے اور وہ گھر اپنے رہنے والوں کے لئے تنگ پڑ جاتا ہے۔

**سوال** قرآن مجید کی تلاوت کس طرح کرنی چاہئے؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: پھر قرآن کریم کی تلاوت کس طرح کرنی چاہئے اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کے حُسن میں اپنی عمدہ آواز کے ساتھ اضافہ کیا کرو۔ کیونکہ عمدہ آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کا موجب ہوتی ہے۔

**سوال** سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران میں کون کون سے مضامین بیان ہوئے ہیں؟

**جواب** حضور انور نے فرمایا: سورہ بقرہ میں حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک انبیاء کا ذکر موجود ہے۔ عبادتوں کے مسائل کا ذکر ہے۔ نماز وغیرہ کس طرح پڑھنی ہے۔ روزے کس طرح رکھنے ہیں۔ اسی طرح دوسرے احکامات ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی دعاؤں کا ذکر ہے اس طرح اور بھی مختلف دعائیں سکھائی گئی ہیں۔ پھر آل عمران میں بھی مختلف مضامین عیسائیت کے بارے میں اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں وغیرہ کے بارے میں بیان ہوتے ہیں۔

**سوال** حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کی عظمت کی بابت کیا بیان فرماتے ہیں؟

**جواب** حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔

......☆......☆......☆......

**وصایا** منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

**مسل نمبر** 11171: میں سیدہ ریحانہ یاسمین زوجہ مکرم مظہر الحق خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 14 جولائی 1989 پیدائشی احمدی ساکن سدانند پور پوسٹ آفس پنسودہ ضلع کیندراپاڑہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 2 تولہ 22 کیریٹ، حق مہر 25000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: مظہر الحق خان الامۃ: سیدہ ریحانہ یاسمین گواہ: ناصر احمد زاہد

**مسل نمبر** 11172: میں مذکرہ خاتون زوجہ مکرم وسیم احمد خان صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پنشنر عمر 56 سال پیدائشی احمدی ساکن گجپتی نگر عقب عیدگاہ، تنگ کالونی ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ساڑھے تین ڈسمل زمین پر دو منزلہ مکان پہلی منزل پر چار کمرے اور دوسری منزل پر چھ کمرے جو خاکسار کے خاوند کے نام خسرہ نمبر 1013/273، زیور طلائی 20 گرام 22 کیریٹ، حق مہر 5000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار 12000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: شیخ فرقان احمد الامۃ: مذکرہ خاتون گواہ: ناصر احمد زاہد

**مسل نمبر** 11173: میں کاشفہ احمد بنت مکرم افتخار احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 31 مارچ 2003 پیدائشی احمدی ساکن حلقہ دارالفضل پوسٹ آفس کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 فروری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 8 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: افتخار احمد خاں الامۃ: کاشفہ احمد گواہ: ناصر احمد زاہد

**مسل نمبر** 11174: میں Dilsha Sharin زوجہ مکرم طاہر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 22 مئی 1996 پیدائشی احمدی ساکن Thayyil Thiruvizha Kunnu Palakad Kerala بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 جون 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 16 گرام سونا 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: کے عبدالسلام الامۃ: دلشا شرین گواہ: طارق احمد ٹی

**مسل نمبر** 11175: میں اظہار النساء زوجہ مکرم ناظم علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 45 سال پیدائشی احمدی ساکن امروہہ ضلع جے پی نگر صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے زیور طلائی کل وزن 2 تولے 22 کیریٹ، زیور نقرئی پائل دو جوڑی، حق مہر پانچ ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔
گواہ: عارف احمد خان غوری الامۃ: اظہار النساء گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11176: میں سائرہ بیگم زوجہ مکرم محمد ایوب تیاگی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 59 سال پیدائشی احمدی ساکن جھلاوہ گیاس پور ضلع غازی آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر تین ہزار روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔
گواہ: عارف احمد خان غوری الامۃ: سائرہ بیگم گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11177: میں حنا سیفی زوجہ مکرم محمد اعظم سیفی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 28 سال پیدائشی احمدی موجودہ پتہ گلوبل سٹی میرٹھ یوپی مستقل پتہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 70000 روپے بذمہ خاوند، زیور طلائی کل وزن 2.50 تولہ 23 کیریٹ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ

منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عارف احمد خان غوری الامۃ: حنا سیفی گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11178: میں روزی ناہید زوجہ مکرم نعیم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن لکھی پورہ گھنٹہ گھر ضلع میرٹھ صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: لونگ ایک عدد کان کی بالیاں ایک جوڑی، ایک گلے کی چین تمام زیورات 22 کیریٹ۔ زیور نقرئی ایک عدد انگوٹھی، ایک جوڑی پائل، ایک جوڑی پیروں کے چھلے۔ حق مہر پچاس ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عارف احمد خان غوری الامۃ: روزی ناہید گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11179: میں امتہ القدوس صائمہ زوجہ مکرم ندیم احمد سہیل صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 2 اگست 1980 پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر نمبر 32 محلہ مسرور قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے ایک عدد سونے کا ہار وزن دو تولہ 16.050 کیریٹ۔ حق مہر 25000 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شکیل احمد طاہر الامۃ: امتہ القدوس صائمہ گواہ: نبیل احمد طاہر

**مسل نمبر** 11180: میں Sameeha Safar زوجہ مکرم شاہ زیب امتیاز صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 20 اکتوبر 1999 پیدائشی احمدی ساکن سلور ہٹ کاراپرمبہ کالیکٹ صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے 144 گرام سونا 22 کیریٹ بشمول حق مہر۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سلطان نصیر الامۃ: سمیہہ سفر گواہ: اکھل اجمل

**مسل نمبر** 11181: میں ناصرہ بیگم زوجہ مکرم فاروق خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 50 سال پیدائشی احمدی ساکن جھلاوہ پوسٹ آفس گیاس پور غازی آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر تین ہزار روپے اداشد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عارف احمد خان غوری الامۃ: ناصرہ بیگم گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11182: میں محمد طیّب ولد مکرم افتخار احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 30 ستمبر 2000 پیدائشی احمدی ساکن امروہہ ضلع جے پی نگر صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 10000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عارف احمد خان غوری العبد: محمد طیّب گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11183: میں عارفہ بشریٰ زوجہ مکرم اویس اختر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 42 سال تاریخ بیعت 2006 ساکن بساون گنج امروہہ ضلع جے پی نگر صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیورات طلائی کل وزن 3 تولہ 22 کیریٹ زیورات نقرئی کل وزن 10 تولہ، حق مہر 25 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عارف احمد خان غوری الامۃ: عارفہ بشریٰ گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11184: میں مہ جبین بانو زوجہ مکرم شمشاد احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن امروہہ ضلع جے پی نگر صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 30 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عارف احمد خان غوری الامۃ: مہ جبین بانو گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11185: میں محمد گلشاد ولد مکرم دلشاد احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ وکالت (پریکٹس) تاریخ پیدائش 1 مئی 1995 پیدائشی احمدی ساکن امروہہ ضلع جے پی نگر صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 3500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عارف احمد خان غوری العبد: محمد گلشاد گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11186: میں سجاد احمد ولد مکرم سردار احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 59 سال پیدائشی احمدی ساکن امروہہ ضلع جے پی نگر صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے تمام جائیداد اہلیہ کے نام ہے جو کہ وصیت میں شامل ہیں۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 3000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عارف احمد خان غوری العبد: سجاد احمد گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11187: میں اطہر احمد ولد مکرم سجاد احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 18 مارچ 2000 پیدائشی احمدی ساکن امروہہ ضلع جے پی نگر صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 17000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عارف احمد خان غوری العبد: اطہر احمد گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11188: میں عشرت پروین زوجہ مکرم سجاد احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 55 سال پیدائشی احمدی ساکن امروہہ ضلع جے پی نگر صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک عدد رہائشی مکان بمقام امروہہ 480 اسکوائر فٹ پر مشتمل، حق مہر تین ہزار روپے اداشد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عارف احمد خان غوری الامۃ: عشرت پروین گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11189: میں رضوان احمد ولد مکرم اویس اختر صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 8 اپریل 2007 پیدائشی احمدی ساکن بساون گنج امروہہ ضلع جے پی نگر صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 جنوری 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عارف احمد خان غوری العبد: رضوان احمد گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11190: میں اقراء جاوید بنت مکرم جاوید اختر صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن امروہہ ضلع جے پی نگر صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عارف احمد خان غوری الامۃ: اقراء جاوید گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11191: میں تعظیم اختر زوجہ مکرم اعجاز احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 29 سال پیدائشی احمدی موجودہ پتہ احمدیہ مشن بریلی صوبہ یوپی مستقل پتہ دھری ارلیوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیوات طلائی نصف تولہ 22 کیریٹ، حق مہر ایک لاکھ روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عارف احمد خان غوری الامۃ: تعظیم اختر گواہ: منصور احمد مسرور

**مسل نمبر** 11192: میں فرح قریشی زوجہ مکرم بشارت احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 29 جولائی 1975 پیدائشی احمدی ساکن بریلی صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 جنوری 2023 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیورات طلائی کل وزن 6 تولہ 22 کیریٹ، حق مہر اکسٹھ ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عارف احمد خان غوری الامۃ: فرح قریشی گواہ: منصور احمد مسرور

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 1 - June - 2023 Issue. 22

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

**ANNUAL SUBSCRIPTION** : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro ( **WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)


## یہ صرف جماعت احمدیہ ہے جو خلافت کے نظام کے تحت آج ساری دنیا میں اسلام کی ترقی اور تبلیغ کا کام کر رہی ہے
## اور جو ترقیات ہم نامساعد حالات کے باوجود دیکھ رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے

**اللہ تعالیٰ کے وعدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج نبوت جو**
**حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع ہوئی ہمیشہ قائم رہے گی اور کوئی دشمن اس کا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا**

### خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26 رمئی 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے آغاز میں جماعت احمدیہ میں خلافت کے قیام کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرشوکت وزرّیں ارشادات پیش فرمائے۔

پھر فرمایا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق جماعت کو حضرت حکیم مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر جمع کیا۔ گو بعض لوگ چاہتے تھے کہ انجمن کے ہاتھ میں انتظام رہے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے آہنی ہاتھوں سے اس فتنے کا خاتمہ فرمایا۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے وصال کے بعد حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی خلافت پر متمکن ہوئے۔ آپ کے خلیفہ منتخب ہونے کے وقت بھی بعض لوگ جو اپنے آپ کو علمی اور عقلی لحاظ سے بہت بڑا سمجھتے تھے انہوں نے فتنہ اٹھانے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر اپنے وعدہ کے موافق مؤمنین کی جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا اور مخالفین خلافت اور منافقین ناکام و نامراد ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی خلافت تقریباً باون سال کے عرصہ پر محیط ہوئی اور دنیا میں مشن کھلے۔ جماعت کا انتظامی ڈھانچہ مضبوط ہوا۔

پھر خلافت ثالثہ اور رابعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مقام پر متمکن فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے باوجود میری کمزوریوں اور کمیوں کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہوئے وعدے کے مطابق جماعت کو ترقی کی راہوں پر گامزن رکھا۔ اس عرصہ میں دشمن نے جماعت میں تفرقہ ڈالنے اسے ختم کرنے خوفزدہ کرنے کی بیشمار کوششیں کیں۔ دنیا کے مختلف ممالک میں احمدیوں کو شہید کیا گیا دنیاوی لالچ دیئے گئے لیکن اللہ تعالیٰ احمدیوں کو خلافت سے تعلق اور ایمان اور یقین میں بڑھاتا چلا گیا۔ میں جس ملک میں بھی جاتا ہوں وہاں یہ نظارے دیکھنے میں نظر آتے ہیں اور یہ صرف کہنے کی باتیں نہیں ہیں بلکہ آجکل تو کیمرے کی آنکھ ان کو محفوظ کر لیتی ہے۔ ایم ٹی اے یہ نظارے دکھاتی رہتی ہے اور ان کو دیکھ کر مخالف بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت تمہارے ساتھ ہے اور پھر ہزاروں خطوط ہیں جو ہر مہینے آتے ہیں مجھے، اس بات کے اظہار کیلئے کہ لکھنے والوں کا کس قدر جماعت سے اخلاص و وفا کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ خود لوگوں کو کس طرح خلافت کے ساتھ جوڑتا ہے اور کس طرح ان کے دلوں میں خلافت سے محبت اور تعلق پیدا کر دیتا ہے۔ اس وقت میں بعض خطوط کے نمونے آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ لوگوں کی رہنمائی کرتا ہے اور پھر یہ بات بھی لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد آپ کی خلافت کا جو جاری نظام ہے یہ خدا تعالیٰ کی خاص تائید لئے ہوئے ہے۔

تنزانیہ میں ایک مونزے ریجن ہے۔ معلم نے وہاں سے رپورٹ دی، لکھا کہ ایک دن نماز فجر کے بعد مبلغ کے ساتھ احباب جماعت سے ہم ملاقات کی غرض سے گئے۔ نماز ظہر سے قبل جب ہم مسجد واپس پہنچے تو مسجد میں سیڑھیوں پر ایک خاتون کو دیکھا۔ خیریت معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ دعا کروانے آئی ہے۔ غالباً ان کا خیال تھا کہ جیسے غیر از جماعت مسلمانوں میں دم درود وغیرہ کا طریق رائج ہے ویسے ہی ہم بھی کرتے ہیں۔ افریقنوں میں بڑا رواج ہے یہ دم درود کا۔ چنانچہ مربی صاحب نے انہیں جماعتی تعلیمات سے آگاہ کیا اور ان کیلئے وہاں دعا بھی کروائی۔ اس خاتون نے بتایا کہ مجھے خواب آتے ہیں جن میں ایک لمبی داڑھی والے گندمی رنگ کے آدمی مجھے ایسے ہی دین سمجھاتے ہیں جیسے یہ مربی صاحب نے سمجھایا ہے۔ اس پر اس کو جماعت احمدیہ کا تعارف کرایا گیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی تصاویر دکھائی گئیں۔ اس کا کہنا تھا کہ جو بزرگ انہیں خواب میں آکر سمجھاتے ہیں ان کی شکل حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتی ہے۔ اس کے بعد اس خاتون نے اپنے تین بچوں سمیت بیعت بھی کر لی۔

امیر صاحب انڈونیشیا لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ہمارے مبلغ صاحب فجر کی نماز مسجد میں پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص جماعت میں شامل ہونے کیلئے آیا۔ اس نے بتایا کہ وہ دوسری جگہ سے یہاں اپنی بیوی کے رشتہ دار سے ملنے آیا تھا۔ گفتگو کے دوران اس نے اپنی ماضی کی زندگی کے بارے میں بتایا جو مشکلات سے بھری ہوئی تھی۔ اس نے کہا کہ ایک دفعہ مشکل حالات میں اس نے خواب میں دیکھا کہ سفید پگڑی اور داڑھی والے بزرگ سے ملاقات ہوئی ہے۔ خواب میں پگڑی والے بزرگ نے اسے بتایا کہ چالیس دنوں تک ہر فجر کی نماز میں صدقہ کے خانہ میں صدقہ ڈالتے رہو تو مشکلات دور ہو جائیں گی۔ اس نے اسی طرح کیا جیسا کہ خواب میں بتایا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ بیسویں دن ان کی پریشانیاں ختم ہونے لگیں۔ طرح طرح کی نوکریاں اور سہولتیں بھی مل گئیں۔ اس نے بتایا کہ تقریباً تین ماہ قبل سفید پگڑی اور داڑھی والے شخص ایک بار پھر خواب میں آئے اور پھل لینے کیلئے اسے پہاڑ پر لے گئے اور کہا کہ یہ خواب صرف ان لوگوں کو بتایا جائے جو اپنے اندر تقویٰ کی علامت ظاہر کرتے ہوں۔ اسکے بعد مبلغ نے اُنہیں خلفاء کی تصاویر دکھائیں تو اس شخص نے حیرانی کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اس شخص کو میں نے دیکھا ہے۔ چنانچہ یہ شخص بیعت کر کے احمدیت میں شامل ہو گیا۔

پھر گنی بساؤ ایک ملک ہے یہاں کے مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ ایک خاتون عائشہ ماریہ اور ان کے دو بیٹوں نے احمدیت قبول کی تو عائشہ صاحبہ کے بڑے بھائی جو کہ جماعت کے بہت مخالف ہیں اور وہی عائشہ اور اس کی فیملی کو سنبھالتے ہیں اور کھانے وغیرہ کی اشیاء بھی لے کر دیتے ہیں انہوں نے اپنی بہن کو فون کیا اور تنبیہ کی کہ اگر تمہارے بیٹوں نے احمدیت نہیں چھوڑی تو میں تم لوگوں کی مدد کرنا چھوڑ دوں گا اور میرا تم لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ یہ بات سن کر عائشہ بہت پریشان ہو گئیں۔ بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ احمدیت چھوڑ دیں لیکن ان کے بیٹوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہمارے لئے کافی ہے اور ہم کبھی بھی احمدیت نہیں چھوڑیں گے۔ بیٹوں کا یہ جواب سن کے عائشہ اور زیادہ پریشان ہو گئیں۔ دو دن کے بعد کہتی ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ خواب میں بہت پریشان ہیں اور زور زور سے رو رہی ہیں۔ اتنے میں سفید لباس میں ملبوس اور سفید داڑھی والے ایک شخص نے انہیں بلایا اور رونے کی وجہ پوچھی جس پر انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ فکر نہ کرو تمہارے بیٹے ان سب کے اوپر رہیں گے۔ یہ بات سن کے ان کی آنکھ کھل گئی ان کا دل مطمئن تھا۔ صبح ہوتے ہی انہوں نے خواب ہمارے مشنری کو سنائی اور جب ان کو مشنری صاحب نے میری تصویر دکھائی تو انہوں نے کہا یہ تو وہی شخص تھے جو مجھے خواب میں آئے تھے اور انہوں نے مجھے تسلی دلائی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت مخلص احمدی ہیں یہ اور لجنہ کے ہر کام میں صف اول میں شامل ہوتی ہیں۔

کیمرون ایک اور ملک ہے وہاں ایک شہر ہے مروہ وہاں کے ایک اسکول ٹیچر سلیمان صاحب کہتے ہیں میں نے کیبل پر ایم ٹی اے کا ایک پروگرام دیکھا جس میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ بچوں کے سوالوں کے جواب دے رہے تھے۔ ایک بچے نے یوکرین اور رشیا کی جنگ کے متعلق سوال کیا تو امام جماعت احمدیہ نے بڑے اچھے انداز میں سادہ طریقے سے جواب دیا اور یہ بھی کہا کہ میں نے دنیا کی طاقتوں کے بہت طاقتور ملکوں کے صدروں کو خط لکھے ہیں متنبہ بھی کیا ہے ان کو۔ اگر اس وقت دنیا میں امن قائم نہ کیا اور دنیا میں انصاف قائم نہ کیا تو بہت خطرناک حالات ہو جائیں گے۔ کہتے ہیں یہ باتیں سن کے میں سوچ رہا تھا کہ میں جماعت کے کسی شخص سے رابطہ کروں تو ایک دن مروہ شہر کے لوکل ٹی وی پر وہاں کی مقامی زبان میں امام جماعت احمدیہ کا خطبہ کا ترجمہ آرہا تھا۔ ٹی وی سکرین پر صدر جماعت کا فون نمبر آیا تو میں نے جماعت سے رابطہ کیا۔ اس کے بعد جماعت کا لٹریچر پڑھا خلیفۃ المسیح کی کتاب پڑھی ورلڈ کرائسز والی اس کے بعد میرا دل مطمئن ہوا اور میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گیا۔ معلم صاحب کہتے ہیں اب یہ بڑے فعال ممبر ہیں جماعت کے۔

امیر صاحب کونگو کنسا شا لکھتے ہیں کہ کونگو میں اللہ کے فضل سے جماعتی ریڈیو سٹیشن کے علاوہ تیئس مقامی ایف ایم ریڈیو کے ذریعہ ہفتہ وار تبلیغی پروگرام تبلیغی اور تربیتی پروگرام اور میرا خطبہ جمعہ باقاعدہ نشر کیا جاتا ہے۔ ایک مقامی عیسائی ڈاکٹر صاحب نے ایک دن سر راہ ملاقات ہوئی تو کہنے لگے کہ میں آپ کے امام کا خطبہ سنتا ہوں جو کہ بہت ہی مؤثر انداز میں پیش کرتے ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ مقامی زبان میں بھی اس کا ترجمہ کیا کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس طرح بھی اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کے سامان پیدا فرما رہا ہے۔ غیر اس بات کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ خلیفہ وقت کی آواز کو لوگوں تک پہنچاؤ۔ اس طرح زمین ہموار ہو رہی ہے اور ایک وقت آئے گا جب ان کے سینے بھی کھلیں گے انشاء اللہ اور یہ احمدیت اور حقیقی اسلام کو پہچان لیں گے۔ پس خلافت کے ساتھ برکات کے جاری رہنے کا جو اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعودؑ سے وعدہ ہے وہ ایسے عجیب عجیب رنگ میں پورا ہو رہا ہے کہ انسانی سوچ اس کا احاطہ بھی نہیں کر سکتی۔ اپنوں اور غیروں کے یہ واقعات، اللہ تعالیٰ کے نشانات، خلافتِ احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات، حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کا ثبوت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ یہ صرف جماعت احمدیہ ہے جو خلافت کے نظام کے تحت آج ساری دنیا میں اسلام کی ترقی اور تبلیغ کا کام کر رہی ہے اور جو ترقیات ہم نامساعد حالات کے باوجود دیکھ رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے لیکن جس کی آنکھیں اندھی ہیں اس کو نظر نہیں آتا اور نہ آ سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق کہ خلافت علیٰ منہاج نبوت جو حضرت مسیح موعودؑ سے شروع ہوئی تا قیامت چلے گی ہمیشہ قائم رہے گی اور کوئی دشمن اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ اپنے ایمانوں میں مزید جلا پیدا کریں اور خلافت احمدیہ سے اپنے آپ کو جوڑے رکھیں اور اس کے قائم رکھنے کیلئے کسی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......


Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad